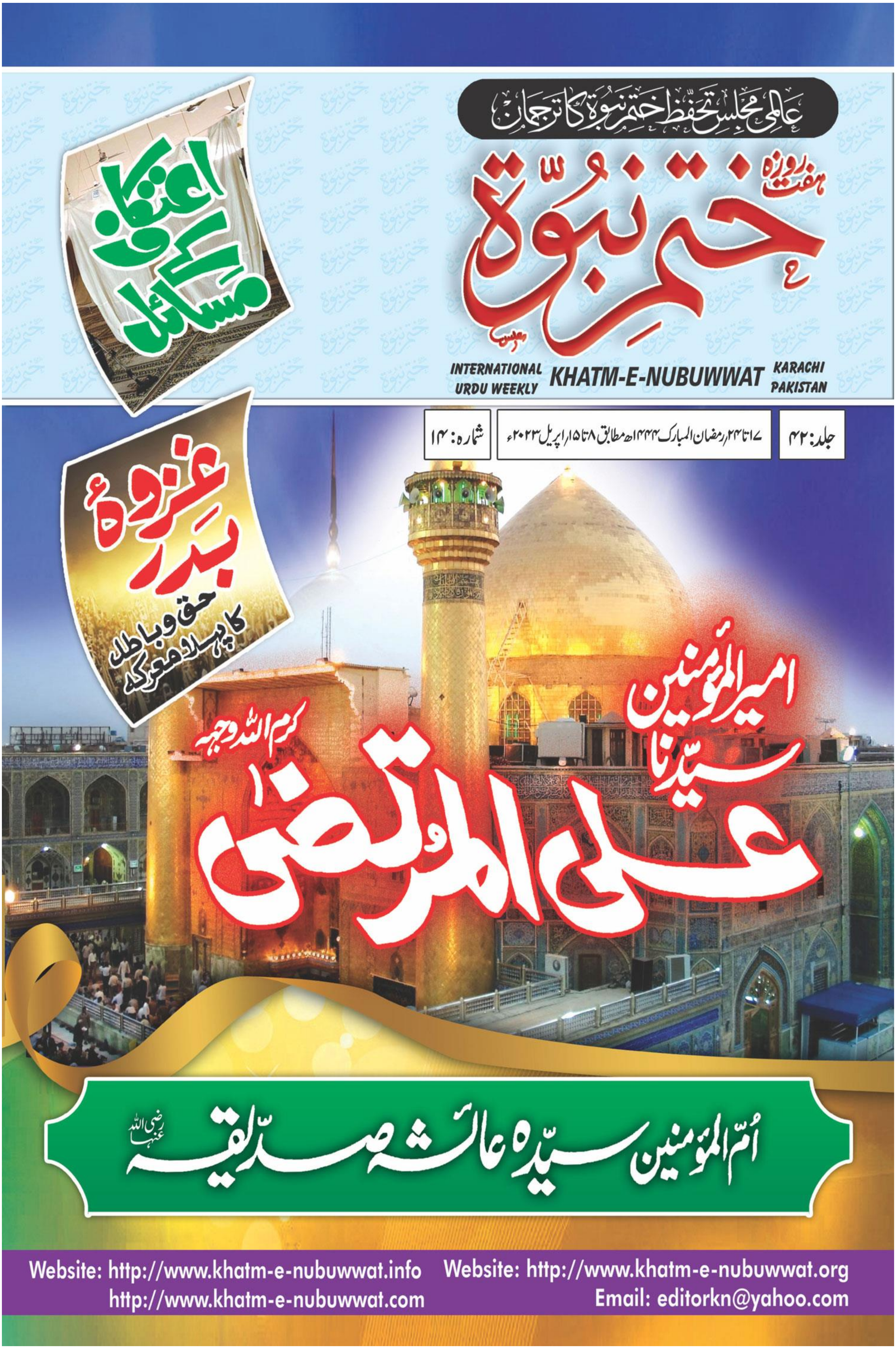
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
جلد:۴۲
۱۷تا۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵ اپریل ۲۰۲۳ء
شمارہ:۱۴
اعتکاف کے مسائل
غزوۂ بدر
حق و باطل کا پہلا معرکہ
امیر المؤمنین
سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

کسی روزہ دار کو افطار کرانے کا اجر وثواب

س:......روزہ افطار کرانے کا اجر وثواب کیا ہے؟ تفصیل سے بتائیں۔

ج:......کسی روزہ دار کو افطار کرانے کا شریعت میں بڑا ہی اجر ہے، اسی لئے اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ روزہ افطار کرانے کے چند فضائل درج ذیل ہیں:

(۱) روزہ دار کو افطار کرانے سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، جہنم کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اتنا ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو روزہ رکھ کر ملتا ہے اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی۔

”من فطر فیہ صائماً کان مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیئی، قالوا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لیس کلنا یجد مانفطر الصائم، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یعطی اللہ ہذا الثواب من فطر صائما علی تمرۃ او علی شربۃ ماء او مذقۃ لبن۔“ (مشکوٰۃ ص:۱۷۳، ج:۱ طبع قدیمی)

(۲) اگر کوئی وسعت نہیں رکھتا اور وہ بھی یہ ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو روزہ دار کو افطار کے وقت ایک گھونٹ لسی پلا دے یا ایک کھجور کھلا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے تو اس کو بھی یہ ثواب مل جائے گا۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ حوض کوثر سے اسے ایسا پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔

”ومن اشبع صائماً سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لایظمأ حتی یدخل الجنۃ“ (مشکوٰۃ ص:۱۷۴، ج:۱، قدیمی)

بلا عذر شدید روزہ چھوڑنا جائز نہیں

س:......کیا امتحان کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینا یا توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے؟

ج:......روزہ بلا عذر شدید چھوڑ دینا یا توڑ دینا دونوں بہت سخت اور کبیرہ گناہ ہیں۔ رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دینے کا ازالہ عمر بھر روزہ رکھ کر بھی نہیں ہوسکتا، جبکہ عمر بھر روزے رکھنا ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح رمضان میں روزہ رکھ کر توڑ دینا بھی شدید گناہ ہے۔ مزید یہ کہ اس کی قضا اور کفارہ بھی دینا لازم ہوگا، روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا، اس طرح کہ درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ جائے تو نئے سرے سے شروع کرے، اور جب تک صحت وتندرستی ہے، کفارے میں روزے ہی رکھنے پڑیں گے، اس کے بدلہ میں فدیہ وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر کوئی اس قدر ضعیف ہوگیا ہو کہ وہ آئندہ روزہ رکھنے کا متحمل نہیں ہے یا اس قدر بیمار ہے کہ آئندہ اس بیماری سے صحتیابی کی اُمید نہیں اور روزہ رکھنے کی بھی استطاعت نہیں تو ایسی صورت میں اسے جہاں رمضان کے روزے کے بدلہ فدیہ دینے کا اختیار ہے وہیں اسے کفارے کے بدلہ فدیہ دینے کی بھی اجازت ہوگی۔ اس لئے امتحان کی وجہ سے روزہ توڑنا یا چھوڑنا جائز نہیں۔ روزہ رکھے اور روزے کے ساتھ امتحان دے، اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی۔

انجیکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

س:......کیا روزہ میں ڈرپ یا کوئی انجیکشن وغیرہ لگوا سکتے ہیں؟

ج:......روزے کی حالت میں اگر ضرورت ہو تو ڈرپ اور انجیکشن وغیرہ لگوانا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ انجیکشن یا ڈرپ خواہ کسی مرض کے لئے ہو یا طاقت کے لئے، روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ البتہ بلا ضرورت طاقت کا انجیکشن یا ڈرپ لگوانا مکروہ ہے۔ انجیکشن خواہ رگ میں لگوائیں یا گوشت میں، دونوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۔ ۱۷ تا ۲۴ ؍رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵؍ اپریل ۲۰۲۳ء ۔ شمارہ: ۱۴

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آزادوطن.....ایک عظیم نعمت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۷	مولانا محمد قاسم رفیع
اعتکاف کے مسائل	۱۰	مفتی محمد راشد ڈسکوی
حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
غزوۂ بدر... حق و باطل کا پہلا معرکہ	۱۰	مفتی مزمل حسین کاپڑیا رحمۃ اللہ علیہ
ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ	۲۲	مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ
صحابہ کرامؓ کا دفاع ختم نبوت	۲۵	رخسار طارق صاحبہ، لاہور
شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۱ (۱۲ سنہ نبوت کے واقعات)

۲۲:.... اسی سال مدینہ میں محمد بن مسلمہ بن خالد المدنی الانصاری رضی اللہ عنہ، حضرت مصعبؓ کے ہاتھ پر اِسلام لائے، ان کا تعلق بنوحارث سے تھا، بنی اشہل کے حلیف تھے، اس لئے اشہلی کہلاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری سے قبل اسلام لائے اور صحابہ میں جن کا نام ''محمد'' تھا، ان سب میں یہ زیادہ عمر کے تھے۔

۲۳:.... اسی سال ابوبشر عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ، حضرت مصعبؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، اُحد اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یہ ان دو حضرات میں سے ایک ہیں جن کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتدا میں (عشا کی) نماز پڑھی، کافی دیر کے بعد اپنے گھروں کی طرف لوٹے، رات اندھیری تھی، دونوں کے ہاتھ میں عصا تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو ایک کا عصا روشن ہوگیا، اس کی روشنی میں چلتے رہے، جب دونوں کا راستہ جدا ہوا تو دونوں کے عصا روشن ہوگئے، یہاں تک کہ یہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا (اور ان کی کرامت)، دُوسرے صحابی اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۴:.... اسی سال ابوسلمہ عبداللہ بن الاسد المخزومی رضی اللہ عنہ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، یہ پہلے شخص ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ کی طرف ہجرت کرکے گئے، انہوں نے پہلے حبشہ کی ہجرت کی تھی، پھر واپس مکہ آگئے تھے، اور جب مشرکین نے زیادہ ستایا، اور اِدھر مدینہ میں اسلام پھیل جانے کی خبر سنی تو مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

۱۳ سنہ نبوّت کے واقعات

۱:.... اسی سال ذی الحجہ میں عقبہ کی تیسری بیعت ہوئی، گزشتہ سال (بیعتِ عقبہ کے موقع پر) مدینہ کے اَنصار وعدہ کرگئے تھے کہ آئندہ سال اسی جگہ پھر ملاقات کریں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال اَیامِ حج میں منیٰ تشریف لے گئے، چنانچہ حسبِ قرارداد حضراتِ اَنصار کے تہتر مردوں اور دوعورتوں نے اَیامِ تشریق کی درمیانی رات میں اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، اور اِسلام اور بیعت کا شرف حاصل کیا، ان حضرات کے نام یہ ہیں: ۱:- اوس بن ثابت الخزرجی النجاری، یہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

۲:.... براء بن معرور صخر الخزرجی السلمی، تیسری بیعت سب سے پہلے کرنے کا شرف انہی کو حاصل ہے۔

۳:.... ان کے صاحبزادے بشر بن براء۔ ۴:.... ابواَیوب خالد بن زید الخزرجی النجاری۔ ۵:.... خلاد بن سوید بن ثعلبہ الخزرجی۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آزادوطن... ایک عظیم نعمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں۔ یہ احسانات دو طرح کے ہیں: ۱:... ظاہری اور ۲:... باطنی، یا انہیں جسمانی و روحانی بھی کہا جاسکتا ہے۔ ظاہری وجسمانی احسانات تو یہ ہیں کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا ہے، مسجودِ ملائکہ ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے، ہمیں انسان پیدا کیا ہے، اور عقل وشعور سے نوازا ہے، پھر ہمیں صحیح سالم پیدا کیا، عوارض ومعذوریوں سے ہماری حفاظت فرمائی، ’’احسن تقویم‘‘ کے سانچے میں ڈھالا، مضبوط وتوانا کیا، ہماری بینائی وشنوائی، حواس خمسہ وغیرہ کو ٹھیک ٹھیک رکھا، دل کی دھڑکن سے سانس کی روانی تک سفرِ زندگی کو رواں دواں رکھا ہے، کھانے کو روٹی، پینے کو پانی، رہنے کو گھر، بدن چھپانے کے لئے لباس، اسفار کے لئے سواری، الغرض! اللہ تعالیٰ نے اس قدر نعمتوں سے نواز رکھا ہے کہ ہم وہ نعمتیں گن گن کر تھک جائیں گے، مگر اس کا شمار ہماری بس سے باہر ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: ’’وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔‘‘ (النحل:۱۸) .... ’’اور اگر شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہ پورا کرسکو گے ان کو....‘‘

ان انعامات واحسانات کی دوسری قسم باطنی وروحانی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا، بھٹکی ہوئی انسانیت کو پیغامِ خدا پہنچانے کے لئے انسانوں ہی میں سے اپنے انبیاء ورسل کا انتخاب فرمایا، یعنی خلافتِ الٰہی اور رسالتِ خدائی کا تاج انسان کے سر پر رکھا، پھر ہمیں اپنے آخری ومحبوب پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا، اپنا آخری کلام قرآن کریم کی صورت میں ہمیں عطا فرمایا، قرآن کریم آخری کتابِ الٰہی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری رسولِ خدا اور ہم امت محمدیہ آخری امت کہلاتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

۱:.... ’’لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ أَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَإِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ‘‘ (آلِ عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ’’اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی، اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے، اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات، اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے.....‘‘ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

۲:.... ’’نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاۃَ وَالإِنْجِیْلَ ○ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ‘‘ (آلِ عمران:۳،۴)

ترجمہ: ’’اتاری تجھ پر کتاب سچی، تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی، اور اتارا تورات وانجیل کو اس کتاب سے پہلے، لوگوں کی ہدایت کے لئے، اور اتارے فیصلے....‘‘ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

حدیثِ نبوی میں اعلانِ پیغمبری ہے:

۱:... ’’انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔‘‘(ابن ماجہ،ص:۲۹۷)...’’میں آخری نبی ہوں اورتم آخری امت ہو...‘‘

۲:...’’لا نبی بعدی و لا امۃ بعد کم۔‘‘(مجمع الزوائد،ج:۳،ص:۲۷۳)...’’میرے بعدکوئی نبی نہیں اورتمہارے بعدکوئی امت نہیں...‘‘

۳:...’’لا نبی بعدی و لا امۃ بعدامتی۔‘‘(بیہقی،سیوطی)...’’میرے بعدکوئی نبی نہیں اورمیری امت کے بعدکوئی امت نہیں...‘‘

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کواہل ایمان پراپنا احسان بتایا ہے،اورقرآن کریم کوتمام انسانیت کے لئے ہدایت قرار دیا ہے۔اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودکوآخری نبی اوراپنی امت،جس میں شامل ہونے کا ہم روسیاہوں کوشرف حاصل ہے،آخری امت ٹھہرایا ہے۔غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر یہ باطنی وروحانی احسانات ہیں جودولتِ ایمان کی صورت میں عطاہوئے۔پھرجیسے خود اللہ تعالیٰ’’رب العالمین‘‘ ہے،اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو’’رحمۃ للعالمین‘‘ بنایا ہے،اوراپنے گھرکعبۃ اللہ کو’’ھدی للعالمین‘‘ قرار دیا ہے۔کعبۃ اللہ’’ھدی للعالمین‘‘ کی جانب رخ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم’’رحمۃ للعالمین‘‘ کی سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ’’رب العالمین‘‘ کی عبادت کرنے کاحکم ارشادفرمایا گیاہے۔اپنے رب سے رابطہ رکھنے کے لئے نمازجیسی عبادت،اس کی رحمتوں کومتوجہ کرنے کے لئے رمضان کے روزے،مال میں برکت کے لئے زکوٰۃ اوررب کومنانے کے لئے حج جیسی عظیم الشان عبادات ہمیں مرحمت فرمائی ہیں۔یہ وہ احسانات وانعامات ہیں جن کا جتنا شکرادا کیاجائے،اتناہی اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں۔جیساکہ ارشادہے:

۱:...’’لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ‘‘(ابراہیم:۷)... ’’اگراحسان مانوگےتواوربھی دوں گاتم کواوراگرناشکری کروگےتومیراعذاب البتہ سخت ہے۔‘‘... (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

۲:...’’مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا‘‘(النساء:۱۴۷)... ’’کیاکرے گا اللہ تم کوعذاب کرکے اگرتم حق کومانواوریقین رکھواوراللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا...‘‘(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی ان ظاہری وباطنی اورجسمانی وروحانی انعامات واحسانات کی بارش میں بھیگتے ہوئے اس کی جس قدرشکرگزاری کریں گے وہ اتناہی اپنی بارانِ رحمت میں اضافہ کردے گا اوراگرخدانخواستہ ہم اس کے ناشکرے بندے بن گئے تواس کی خدائی میں توسرِمُوفرق نہیں آتا،البتہ ہم ضروراس کی سخت پکڑمیں آجائیں گے،العیاذباللہ!

رمضان کا مہینا بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں سے ایک ہے جواس نے ہمیں ہمارامغفرت کا سامان تیارکرنے کے واسطے عطافرمایا ہے،اس مہینے کی نفل عبادت فرض کادرجہ رکھتی ہے اورایک فرض کااجرسترفرائض کے برابرجاپہنچتاہے،اس ماہ میں رحمت،مغفرت اورجہنم سے خلاصی کے پروانے جاری ہوتے ہیں،جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اورجہنم کے درازے بندکردیے جاتے ہیں۔رمضان میں قرآن کریم کانزول ہواجس کی تلاوت اس کے دن میں حسبِ توفیق اوررات میں بصورتِ تراویح کی جاتی ہے،اوراس کے دن میں خواہشات نفسانی ولذات انسانی سے بازرہنے کے لئے روزہ فرض ہواہے۔یہی روزہ اورقرآن روزِقیامت اپنے عامل کی خاطربارگاہ الٰہی میں جھگڑاکریں گے اوراس بندے کوچھٹکارادلاکرجنت میں لے جائیں گے جواس مہینے میں ان عبادات پرعامل رہا۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مبارک مہینے کی ۲۷ویں شب جوعموماً شبِ قدرہوتی

ہے، اور جو ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے، میں ہمیں آزادی کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اہلِ ہند جو ایک صدی سے انگریز کے غلام چلے آ رہے تھے اور جس غلامی میں ہمارا ایمانی وتہذیبی ورثہ داؤ پر لگ چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بار پھر یہ موقع عنایت فرمایا کہ اس آزادی کی قدر کر کے اپنی نسلوں تک اپنا ایمانی سلسلہ اور تہذیبی ورثہ صحیح سلامت پہنچائیں۔

پاکستان کا قیام اس مقصد کے تحت ہوا تھا کہ ہم کفار کے تسلط سے آزاد ہو کر مدینہ منورہ کی طرز پر ایک آزاد اسلامی مملکت بنا سکیں اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو خطۂ ارضی پر تشکیل دے سکیں، لیکن بد قسمتی سے ہم اپنا یوم آزادی ۲۷ رمضان کی بجائے ۱۴ راگست کو منانا پسند کرتے ہیں اور جشن آزادی منانے کے لئے وہ تمام طور طریقے اپناتے ہیں جو مغرب میں رائج ہیں۔ حالانکہ آزاد اسلامی وطن میں آزادی کی سانسیں لیتے ہوئے ہمیں بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جانا چاہئے، گناہوں سے توبہ وشرمندگی کے احساس کو بیدار کر کے آئندہ کی زندگی کا سفر معصیت اور لہو ولعب سے پاک شروع کرنا چاہئے۔ اور جس مقصد کے تحت پاکستان کا قیام عمل میں آیا، اس کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہمیں آزادی کی قدر بنی اسرائیل کے قصے سے معلوم کرنی چاہیے کہ جب انہیں فرعون کے شکنجے سے رہائی نصیب ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا تھا اور یہود اس کی اتباع میں ہمیشہ اپنا یوم آزادی روزہ رکھ کر مناتے رہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ آپ نے عاشورا کے دن روزہ رکھا۔ ہمیں تو آزادی ملی ہی روزوں کے مہینے میں ہے تو ہم ۲۷ رمضان کو بحالتِ روزہ آزادیٔ وطن پر بارگاہ خداوندی میں اس کے شکرانے کا نذرانہ بھی پیش کر دیں تو کیا ہی خوب ہو، اور اہل ایمان کے اس خاص شعار کو اپنا لیں جس کی نشاندہی خدائے بزرگ وبرتر نے اپنے کلام پاک میں فرمادی ہے:

’’الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ‘‘(الحج:۴۱)

...’’وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں بُرائی سے اور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا‘‘...(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعامات واحسانات خصوصاً آزادی کی اس عظیم نعمت کی قدردانی کی توفیق مرحمت فرمائے اور قیامِ پاکستان کے تقاضے کو بروئے کار لا کر ہمیں دنیا وآخرت میں سرخرو فرمائے، آمین۔ بحرمة النبی الکریم، وواللہ ولی التوفیق۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین

سیّد العرب امیر المؤمنین

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ

مولوی محمد قاسم، کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک ایک فرد خصوصی حیثیت و اہمیت کا حامل ہے، کوئی بہادری وشجاعت میں مشہور ہوا، تو کسی کا علم وفقہ ضرب المثل بنا، کسی نے زہد وتقویٰ میں نام کمایا، تو کسی کی شہرت سخاوت ودریا دلی کی مرہونِ منّت ٹھہری، بعضوں نے حکومتی انتظام و انصرام کی صلاحیتوں سے اپنا لوہا منوایا، تو بہت سے دلوں پر راج کرکے بے تخت و تاج والیان کہلائے، بہر حال! ان میں کی ہر ایک شخصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی محنت کا پرتَو اور اپنی ذات میں انجمن تھی۔ البتہ ان میں بعض صحابہ کرامؓ ایسی بھی گزرے جو ان تمام اوصاف اور خوبیوں کے جامع اور ہمہ جہت و ہمہ صفت شخصیت کے حامل تھے، اس فہرست میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت میں پائے جانے والے فضائل ومناقب کا احاطہ کرنا دشوار امر ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جب آپ کے بارہ میں امام احمد بن حنبل، اسماعیل قاضی، امام نسائی اور ابوعلی نیشاپوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر محدثین وفقہا کا فیصلہ ہے:

’’صحابہ کرامؓ میں سے کسی کے حق میں جیّد سندوں کے ساتھ اس کثرت سے روایات منقول نہیں جو سیّدنا علیؓ کے بارہ میں ہیں۔‘‘ (حاکم)

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ’’ازالۃ الخفاء‘‘ میں رقم طراز ہیں:

’’اس بات کا سبب حضرت علیؓ میں دو جہت کا اکٹھا ہونا ہے۔ ایک تو وہ ساری چھوٹی چھوٹی باتیں اور خوبیاں جو ہم نے پہلے بیان کی ہیں، اور دوسری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپؓ کا قرب خاص و رشتہ داری، اور رشتہ داریوں کو نبھانے میں حضرت علیؓ بہت ہی خاص تھے اور حقوقِ قرابت داری کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے، پھر حضرت علیؓ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص کرم بھی ہوا کہ تربیت کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا، تو آپؓ کا مرتبہ اور زیادہ بلند ہوگیا اور آپؓ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ ہوگیا، اور جب حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ کا نکاح ہوا تو مزید فضیلت شامل حال ہوگئی اور پھر جب حضرت علیؓ کے ایامِ خلافت میں اختلاف پیدا ہوا اور اہل زمانہ کے دل ان سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ صحابہ کرامؓ نے اس فتنے کو ختم کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اس کو صاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے! اس وجہ سے ان کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہوگیا۔ بعض احادیث فضیلت کے مرتبے پر اور بعض دوسری احادیث حسن کے درجے پر پہنچیں۔‘‘ (مترجم، ج:۴، ص:۴۴۱، ط: قدیمی)

غرض یہ کہ چونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب کا بیان ہمارے احاطۂ قرطاس سے باہر ہے اور قلم کی روشنائی اس کی تکمیل سے عاجز وقاصر ہے، لہٰذا زیر نظر مضمون میں آپ کی صرف ایک فضیلت پر اکتفا کیا جاتا ہے جو آپ کو ’’سیّد العرب‘‘ کے بلند و بالا لقب سے ملقب کرتی ہے، چنانچہ زبانِ نبوت سے فرمان عالی شان ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. وَقَالَ هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ.

ترجمہ: ’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ اس

حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔" (الحدیث رقم 126 : أخرجہ الحاکم فی المستدرک، 3 / 133، الحدیث رقم: 4625، والطبرانی فی المعجم الأوسط، 2/ 127، الحدیث رقم: 1468، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 9/ 116)

"عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: أُدْعُوْا لِيْ سَيِّدَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ."

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سردارِ عرب کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔" (الحدیث رقم 127: أخرجہ الحاکم فی المستدرک، 3/ 134، الحدیث رقم: 4626، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 9/ 131، وأبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء، 1/ 63.)

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: يَا أَنَسُ إِنْطَلِقْ فَادْعُ لِي سَيِّدَ الْعَرَبِ يَعْنِي عَلِيًّا فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَسْتَ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ، فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ رضي الله عنه أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم إِلَي الْأَنْصَارِ فَأَتَوْهُ فَقَالَ لَهُمْ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَي مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ؟ قَالُوْا: بَلَي يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: هَذَا عَلِيٌّ فَأَحِبُّوْهُ بِحُبِّي وَكَرِّمُوْهُ لِكَرَامَتِي فَإِنَّ جِبْرَئِيْلَ أَمَرَنِي بِالَّذِي قُلْتُ لَكُمْ عَنِ اللهِ عزوجل. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيْرِ.

ترجمہ: "امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انس! میرے پاس عرب کے سردار کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے ذریعے انصار کو بلا بھیجا جب وہ آگئے تو فرمایا: اے گروہِ انصار! میں تمہیں وہ امر نہ بتاؤں کہ اگر اسے مضبوطی سے تھام لو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ علی ہے تم میری محبت کی بنا پر اس سے محبت کرو اور میری عزت وتکریم کی بنا پر اس کی عزت کرو، جو میں نے تم سے کہا اس کا حکم مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام نے دیا ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے۔" (الحدیث رقم 128: أخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، 3/ 88، الحدیث رقم، 2749، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 9/ 132، وأبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء، 1/ 63)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عرب پر اسی سرداری کے پیشِ نظر، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جب آپؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا تھا: "اب عرب جو چاہیں کریں، کوئی شخص ایسا نہیں رہا جو ان کو روکے۔" (بحوالہ: "علموا اولادکم محبۃ آل بیت النبی" از: ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، مترجم، ص:۱۶۲)

قومِ عرب کی زبان "عربی" ہے، اسی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا، عجمیوں کو عربی سیکھنے کے لئے سب سے پہلے جس علم کی احتیاج پیش آتی ہے وہ "علم نحو" ہے، اس علم کے موجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ حضرت علیؓ کے بارہ میں مختلف روایات میں الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ مضمون وارد ہوا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (۱) "انا دارالحکمۃ و علی بابھا" (۲) "انا مدینۃ العلم و علی بابھا" (۳) "انا دارالعلم وعلی بابھا" (او کما قال علیہ السلام)

چنانچہ آپؓ نے اپنے شاگرد جناب ابوالاسود الدؤلیؒ کو نحو کے قواعد املا کرائے اور غیر عربوں کے لئے زبانِ عرب کو آسان کر دیا، بلاشبہ یہ اعزاز سردارِ عرب ہی کو جچتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات و مواعظ اور حکمت آمیز نصائح وکلمات اس کثرت سے وارد ہیں کہ انہیں دیکھ کر یقین ہوجاتا ہے کہ آپؓ حکیم العرب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ فصیح وبلیغ تھے۔ دانائے علم وحکمت کے چند موتی ملاحظہ ہوں:

(۱) معصیت کی سزا عبادت میں سستی، رزق میں تنگی اور لذت میں نقصان ہے۔

(۲) کسی شخص کوسوائے گناہ کے اور کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

(۳) انسان کی خوش بختی اور سعادت سے یہ ہے کہ اس کی بیوی مزاج کے موافق ہو اور دوست برادر اس کے صلحا ہوں اور اولاد اس کی ابرار و نیک بخت ہو اور جس جگہ رہتا ہے اسی جگہ اس کو رزق میسر آتا ہو۔

(بحوالہ: ''سفینۃ النجات فی ذکر مناقب السادات'' از: مفتی مرغوب احمد لاجپوریؒ ص: ۱۳۶ تا ۱۳۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے قیمتی ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

☆☆ .... ☆☆

سیّدی ومرشدی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ

راقم کے ایک استاذ محترم سیّدی و مرشدی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ سیّدی و مرشدی بھی دارالعلوم کبیر والا کے فضلاء میں سے ہیں۔ آپ نے اکثر تعلیم دارالعلوم کبیر والا میں حاصل کی۔ اس سے قبل آپ اپنے علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی پڑھتے رہے۔ جبکہ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم کبیر والا میں پڑھا۔ تکمیل جامعہ خیر المدارس ملتان سے کی۔ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، دارالعلوم فیصل آباد میں کافی عرصہ استاذ رہے۔ بعد میں جامعہ عبیدیہ علامہ اقبال کالونی فیصل آباد کا چارج سنبھالا اور اسے چار چاند لگا دیئے۔

آپ نے اصلاحی تعلق امام العلماء حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نوراللہ مرقدہ سے شروع کیا۔ ایک عرصہ تک کہروڑپکا سے شجاع آباد ہر جمعرات کی شام سے جمعہ کی شام تک حضرت بہلویؒ کی خانقاہ میں قیام پذیر رہتے، کسی سے کھانا اور چائے کی دعوت کے روادار نہیں بلکہ تصوف کے اصول کے مطابق: ''من البیت الی الشیخ،، اور ''من الشیخ الی البیت'' عرصہ دراز تک اسی اصول پر عمل پیرا رہے۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) سے تعلق استوار کیا اور مجاز ہوئے۔

حضرت امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات کے بعد مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ صدر مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا علی المرتضیٰؒ گدائی شریف، حضرت سیّد نفیس الحسینی نوراللہ مراقدہم سے مجاز ہوئے۔ کبھی بھی بغیر مرشد کے نہیں رہے۔ مذکورہ بالا مشائخ کے بعد خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمدؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، حضرت مولانا عبدالحیٰ نقشبندیؒ مانسہرہ سے وابستہ رہے۔ آپ تصوف کے تمام سلاسل میں مذکورہ بالا حضرات کے مجاز ہیں۔

جامعہ عبیدیہ میں تشریف لانے کے بعد اپنے شیخ اول وثانی اوران کے شیخ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے طرز کے مطابق ہر سال دورۂ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ نیز احادیث مبارکہ کی چھوٹی بڑی تمام کتابوں کی تدریس کا فریضہ سر انجام دے چکے ہیں۔ آپ ''یعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم'' کے فریضۂ نبوی کی سنت پر مسلسل عمل پیرا ہیں، جہاں آپ سے ہزاروں علمائے کرام تعلیم کتاب وحکمۃ میں قرآنی علوم حاصل کر چکے ہیں۔ وہاں عوام وخواص کی اصلاحی تربیت میں مسلسل مصروف عمل ہیں۔

۱۹۷۵ء میں جب راقم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں داخل ہوا۔ یہ مشکوٰۃ شریف والا سال تھا۔ سیّدی و مرشدی دامت برکاتہم العالیہ سے ''ہدایہ رابعہ'' پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف میں حضرت والا سے ابو داؤد شریف جیسی عظیم الشان اور ادق کتاب پڑھنا نصیب ہوا۔ حضرت الشیخ بالکل نوجوان تھے، بڑی محنت اور محبت سے ہمیں احادیث نبویہ کا درس دیا، ہماری اس کلاس میں اٹھارہ انیس احباب تھے۔ راقم کا اصلاحی تعلق اولاً حضرت بہلویؒ سے طالب علمی کے زمانہ میں ہوا۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد راقم کے دوسرے شیخ حضرت دین پوریؒ ثانی قطب الارشاد حضرت اقدس سیّدی ومرشدی میاں عبدالہادیؒ ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد راقم کا تبادلہ رحیم یار خان سے بہاولپور ہوگیا، یوں تقریباً آٹھ سال گزر گئے کہ تجدید بیعت کا شرف حاصل نہ کرسکا، تا آنکہ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ خیر پور ٹامیوالی میں ایک تبلیغی و اصلاحی جلسہ میں تشریف لائے اور مغرب کی نماز کے بعد ذکر کرایا، تو راقم کے لطائف کا ذکر بحال ہوگیا۔ راقم نے حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت والا نے فیصل آباد آنے کا حکم فرمایا۔ فیصل آباد میں دو تین حاضریوں کے بعد فرمایا تجدید بیعت کی ضرورت نہیں، البتہ آپ اذکار پوچھ سکتے ہیں، آپ کی کرم نوازی ہے کہ راقم کو اپنے حلقہ مریدین میں شامل فرمادیا۔

چنانچہ ۱۹۸۳ء سے بوقت تحریر حضرت والا نے راقم کو اپنے دامنِ تربیت میں لیا ہوا ہے، اللہ پاک حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وتندرستی والی عمر دراز نصیب فرمائیں۔ آمین یاالٰہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اعتکاف کے مسائل

مفتی محمد راشد ڈسکوی مدظلہ

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مردوں کے لیے مسجد میں اِعتکاف کرنا سُنّتِ مُوکّدہ علی الکفایہ ہے اگر مسلمان اِس سُنّت کو اِجتماعی طور پر چھوڑ دیں گے تو سب ہی گنہگار ہوں گے اور اگر بستی کے کچھ اَفراد بھی اِس سُنّت کا اِہتمام کرلیں تو چونکہ یہ سُنّتِ مُوکّدہ علی الکفایہ ہے اس لئے چند اَفراد کا اِعتکاف یا ایک مسلم کا اِعتکاف بھی سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ اگر کوئی بھی شخص اِعتکاف میں نہ بیٹھے تو سب ہی اللہ تعالیٰ کے مجرم شمار ہوں گے۔

آخری عشرے میں مردوں کے لیے مسجد میں اِعتکاف کرنا سُنّتِ مُوکّدہ علی الکفایہ ہے اگر مسلمان اِس سُنّت کو اِجتماعی طور پر چھوڑ دیں گے تو سب ہی گنہگار ہوں گے

اعتکاف مسنون کا وقت:

مسنون اِعتکاف کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب کے پہلے سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک ہوتا ہے۔ چاہے چاند 29/رمضان المبارک کو نظر آ جائے یا 30/رمضان المبارک کو۔ ہر حال میں مسنون اِعتکاف پورا ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص 20/رمضان المبارک کو غروب آفتاب کے بعد اِعتکاف کے لیے مسجد میں آئے گا تو اُس کا اِعتکاف مسنون اِعتکاف نہیں ہوگا۔

اعتکاف صحیح ہونے کی شرائط:

اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں،

1:... مسلمان ہونا۔

2:... عاقل ہونا، اَلبتہ مرد و عورت کا بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ ایسا نابالغ؛ جو سمجھدار ہو، کا اِعتکاف بھی صحیح ہے۔

3:... اعتکاف کی نیت کرنا۔

4:... مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا۔

5:... مرد اور عورت کا جنابت، یعنی: غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا، (یہ شرط اعتکاف کے جائز ہونے کے لیے ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں اعتکاف شروع کر دے تو اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن یہ شخص گناہگار ہوگا)۔

6:... عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا۔

7:... روزے سے ہونا (واجب اِعتکاف اور سنّتِ مُوکّدہ علی الکفایہ اِعتکاف کے لیے روزہ بھی شرط ہے۔ نفلی اِعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ اگر مسنون اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے، یا کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائیگا، اور اس دن کے اعتکاف کی قضاء واجب ہوگی)۔

نوٹ: جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا وبائی مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے، البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ سے دور ہو جاتی ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو پھر بیٹھنا جائز ہے۔

اعتکاف کو فاسد کرنے والی چیزیں:

اعتکاف کو فاسد کرنے والی سب سے پہلی چیز مسجد سے بلا عذر باہر نکلنا ہے، چاہے ایک منٹ کے لیے ہی ہو، اعتکاف کی مدت میں مسجد شرعی سے باہر نکلنا سوائے حاجت کے جائز نہیں ہے، چاہے وہ حاجتِ طبعی ہو، چاہے حاجتِ شرعی۔

حاجتِ طبعی، جیسے: پاخانہ، پیشاب،

اِستنجاء، وضو اور اگر غسل فرض کی ضرورت ہو تو غسل وغیرہ۔

☆... پیشاب، پاخانہ کے لیے قریب ترین بیت الخلاء کا انتخاب کرنا چاہیے۔

☆... اگر مسجد سے متصل بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو وہیں ضرورت پوری کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو دور جا سکتا ہے، چاہے کچھ دور جانا پڑے۔

☆... اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔

☆... قضاء حاجت کے لیے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے لیے ٹھہرنا نہ پڑے۔

حاجتِ شرعی، مثلاً: اس مسجد میں جمعہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد میں جمعہ کے لیے جانا، یا اَذان کہنے کے لیے مسجد میں انتظام نہ ہونے کی صورت میں مسجد سے خارج، مینارہ وغیرہ پر جانا۔ ویسے آج کل تو چونکہ مساجد کے اندر ہی اذان کی جگہیں بنی ہوتی ہیں اس لیے اذان دینے کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

غسلِ فرض کے علاوہ کسی اور غسل مثلاً: جمعہ کے دن کے لیے غسل کرنے کی خاطر، یا گرمی کی وجہ سے غسل کرنے کے لیے مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ گرمی سے بچنے کے لیے مسجد میں اے سی، واٹر کولر وغیرہ کا معقول بندوبست کر لینا چاہیے، اور اسی طرح گرمی کی صورت میں ٹھنڈے پانی سے تر کیا ہوا گیلا تولیہ وغیرہ جسم پر پھیر کر کام چلایا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی حدودِ مسجد میں کوئی بڑا ٹب یا برتن وغیرہ رکھ کر اس میں بیٹھ کر اپنے جسم پر پانی بہایا جا سکتا ہے۔ یا پھر بہت مجبوری کی صورت میں جب بیت الخلاء میں قضاء حاجت کے لیے جائیں تو حدودِ مسجد میں ہی کرتا، قمیص وغیرہ اتار لیں، اور جتنی دیر میں استنجا کرنا تھا، اتنی دیر میں دو چار لوٹے پانی کے جسم پر بہا کر فوراً مسجد میں لوٹ آئیں۔

اعتکاف کو توڑنے والی دوسری چیز: جماع اور وہ دواعی جماع ہیں، جن کی وجہ سے انزال ہو جائے۔

تیسری چیز: مجنون اور بے ہوش ہو جانا ہے، بشرطیکہ بے ہوشی اور جنون دو دن سے متجاوز ہو جائے۔

اعتکاف کے دوران جائز کام:

☆ کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو گندا نہ کیا جائے)، ☆... سونا، ☆... ضرورت کی بات کرنا، ☆... اپنا، یا دوسرے کا نکاح، یا کوئی اور عقد کرنا، ☆... کپڑے بدلنا، ☆... خوشبو لگانا، ☆... تیل لگانا، ☆... معتکف کا اپنی نشست گاہ کے اردگرد چادریں لگانا۔ ☆... معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔ ☆... برتن وغیرہ دھونا، ☆... بقدر ضرورت بستر، ☆... عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچوں کو دودھ پلانا۔ ☆... کنگھی کرنا (بشرطیکہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں، کوئی موٹا کپڑا بچھا لیا جائے)، ☆... مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا، نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا، لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں، ورنہ مکروہ ہیں، ☆... ضروریاتِ زندگی کے لیے خرید و فروخت کرنا، بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے، کیونکہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں۔ ☆... صابن، کھانے پینے کے برتن، ہاتھ دھونے کے برتن اور مطالعہ کے لیے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔

اعتکاف کے دوران ممنوعات ومکروہات:

☆... بلا ضرورت باتیں کرنا، ☆... ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لا کر بکھیر دینا، ☆... مسجد کی بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا، ☆... مسجد میں سگریٹ و حقہ پینا، ☆... اعتکاف کی حالت میں فحش یا بیکار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر، تصویر دار اخبارات و رسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا، سننا، ☆... اجرت کے ساتھ حجامت بنانا اور بنوانا، لیکن اگر کسی کو حجامت کی ضرورت ہے اور بغیر معاوضہ کے بنانے والا میسر نہ ہو تو ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے کہ حجامت بنانے والا مسجد سے باہر رہے اور معتکف مسجد کے اندر۔

اعتکاف کے دوران ذکر و اذکار اور عبادات کی ترتیب:

☆... اعتکاف کے دوران قرآن مجید کی تلاوت خوب کثرت سے کرنا۔ ☆... تیسرے کلمے (یعنی: سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ، لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ) کی تسبیح صبح وشام، ☆... استغفر اللّٰہ، درود شریف، آیت کریمہ، اور سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم، کی تسبیحات کرتے رہنا۔ ☆... اور تمام نوافل تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، اور صلاۃ التسبیح کا بھی اہتمام کرنا۔ ☆... پڑھنا جانتے ہوں تو دینی کتب کا مطالعہ بھی کر سکتے ہیں۔ ☆☆

”صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة“

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پاچکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ہجرت نبوی کے نویں سال شاہانِ عرب میں سے ایک شخص، اپنی شدید نفرت و بیزاری، تکبر واعراض اور مسلسل جحود وانکار کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوا وہ بادشاہ تھا، عدی بن حاتم طائی جس کے باپ کی سخاوت وفیاضی آج تک ضرب المثل ہے۔

ریاست وحکومت عدی کو اپنے باپ سے وراثت میں ملی تھی، چنانچہ اس کے قبیلۂ بنی طے نے اس کو اپنا بادشاہ بنالیا، مال غنیمت کا چوتھائی حصہ اس کے لئے مقرر کیا اور قبیلے کی قیادت و سربراہی کی باگ ڈور اس کے سپرد کردی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان اسلام کی دعوت کا آغاز کیا اور عرب کے بہت سے قبائل ایک ایک کرکے ان کے حلقۂ اطاعت میں آتے چلے گئے تو عدی نے محسوس کیا کہ اس دعوت کے پس پردہ ایک ایسی قیادت ابھر رہی ہے جو اس کی قیادت کے لئے موت کا حکم رکھتی ہے اور اس کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ اس پیغام کے زیر سایہ ایک ایسی ریاست نشوونما پارہی ہے جو اس کی ریاست کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکے گی۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت اور ان کے ساتھ بغض وعداوت پر کمربستہ ہوگیا حالانکہ نہ تو وہ اس سے پہلے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف تھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تھا، اس نے اپنی زندگی کے تقریباً بیس قیمتی سال اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی نذر کردیئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو قبولیت حق کے لئے کھول دیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کی کہانی ایک دلچسپ اور ناقابل فراموش کہانی ہے، ہم یہ بات انہیں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس کہانی کو اپنی زبان سے بیان کریں کیونکہ وہی اس کے لیے زیادہ مناسب ہیں اور انہی کا بیان زیادہ قابل اعتماد ہے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کہانی کا آغاز کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

”جس وقت میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت اور ان کی دعوتی سرگرمیوں کا حال سنا اس وقت عرب کے کسی شخص کو مجھ سے زیادہ ان کے ساتھ نفرت نہ تھی۔ میں اپنے قبیلے سے مال غنیمت کا چوتھائی وصول کیا کرتا تھا جس طرح میرے علاوہ دوسرے سردار اپنے اپنے قبائل سے وصول کیا کرتے تھے، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا تو مجھے سخت ناگوار گزرا اور جب ان کی قوت وشوکت میں غیرمعمولی اضافہ ہوگیا اور ان کے لشکر اور فوجی دستے عرب کے مشرق سے لے کر مغرب تک دھاوا مارنے لگے تو میں نے اپنے غلام کو جو میرے اونٹ چرایا کرتا تھا ہدایت کی: ”میرے سفر کے لیے چند تندرست اور توانا سیدھی سادی اونٹنیاں ہر وقت تیار رکھو اور انہیں میرے قریب باندھ دو اور جب سنو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لشکر یا ان کا کوئی فوجی دستہ علاقے میں داخل ہوگیا ہے تو مجھے اس کی خبر دو۔“

ایک دن صبح کے وقت غلام نے مجھ سے کہا:

’’آقا! آپ اپنے علاقہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سواروں کی آمد پر جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اب اسے کرگزریئے‘‘ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا:

’’میں نے کچھ جھنڈے اس علاقے میں حرکت کرتے ہوئے دیکھے ہیں ان کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا لشکر ہے۔‘‘ میں نے اس سے کہا:

’’جن اونٹنیوں کو تیار رکھنے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا انہیں فوراً میرے پاس لے آؤ۔‘‘

پھر میں اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اہل و عیال کو اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور تیز رفتاری کے ساتھ سرزمین شام کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے پاس پہنچ کر وہاں قیام کروں۔ میں عجلت میں اپنے گھر کے تمام افراد کو جمع نہ کر سکا جب خطرے کی حدود سے نکل کر جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ میں اپنی بہن کو قبیلہ طے کے باقی ماندہ افراد کے ساتھ اپنے وطن نجد ہی میں چھوڑ آیا ہوں اب میرے لیے اس کے پاس پلٹ کر جانے کی کوئی گنجائش نہ تھی مجبوراً اسے چھوڑ کر اپنے ساتھ اہل خانہ کو لئے شام چلا گیا اور وہاں اپنے ہم مذہبوں میں قیام پذیر ہو گیا اور میرے پیچھے میری بہن توقع کے مطابق ان حالات سے دوچار ہوئی جن کا پہلے ہی سے مجھے اندیشہ تھا، شام میں مجھ کو اطلاع ملی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سواروں نے ہمارے علاقے پر حملہ کیا میری بہن کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے دوسرے قیدیوں کے ساتھ یثرب لے جایا گیا اور مسجد کے دروازے کے قریب ایک احاطے میں بند کر دیا گیا مجھے یہ اطلاع بھی ملی کہ ایک دن (نبی صلی اللہ وسلم) کا گزر میری بہن کی طرف سے ہوا تو اس نے اٹھ کر ان سے عرض کیا:

’’اے اللہ کے رسول! میرے والد فوت ہو چکے ہیں میرا سرپرست غائب ہے آپ مجھ پر احسان کیجیے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا......‘‘

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ’’کون ہے تمہارا سرپرست؟، تو وہ بولی عدی بن حاتم۔

’’کون عدی بن حاتم؟ اللہ اور اس کے رسول سے بھاگنے والا؟‘‘

اتنا کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے، دوسرے روز بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس کی طرف سے ہوا تو اس نے دوبارہ وہی باتیں کہیں جو کل کہہ چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا جو کل دے چکے تھے، اور جب تیسرے دن آپ صلی علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو چونکہ وہ مایوس ہو چکی تھی اس لیے خاموش رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے ایک شخص نے اشارہ کیا کہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرو، چنانچہ اس نے کہا:

’’اے اللہ کے رسول! میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور میرا سرپرست لاپتا ہے، آپ میرے اوپر احسان فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا‘‘ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرماتے ہوئے اس کی رہائی کا حکم صادر فرما دیا۔ رہائی پا کر اس نے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس شام جانا چاہتی ہوں، نبی صلی اللہ وسلم نے اس سے کہا کہ جب تک تمہارے قبیلہ کا کوئی قابل اعتماد آدمی نہیں مل جاتا۔ روانگی میں جلدی نہ کرنا اور جب کوئی قابل اعتماد شخص مل جائے تو مجھے بتانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد اس نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے اسے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو معلوم ہوا کہ وہ علی ابن طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

وہ مدینہ میں ٹھہری رہی، اسی دوران کچھ لوگوں کا وفد وہاں آیا جس میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کے اوپر وہ اعتماد کر سکتی تھی اس نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میرے قبیلے کے کچھ لوگ یہاں آئے ہیں مجھ سے ان کے اوپر مکمل اعتماد ہے وہ مجھے میری منزل تک پہنچا دیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہننے کے لئے کپڑے، سواری کے لئے اونٹنی اور بقدر ضرورت زاد راہ دے کر رخصت کیا اور وہ ان کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا: ’’ادھر شام میں ہم کو برابر اس کے حالات کی اطلاع ملتی رہتی تھی اور ہم اس کے شام پہنچنے کے منتظر تھے حالانکہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں جو رویّہ اپنایا تھا اس کے پیش نظر ہمارے دل ان اطلاعات کی تصدیق کرنے پر آمادہ نہیں تھے جو میری بہن کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس احسانِ عظیم کے سلسلے میں ہم تک پہنچ رہی تھیں۔ انہیں حالات میں ایک روز میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میری نگاہ ایک عورت

پر پڑی جو اپنے ہودج میں بیٹھی ہماری طرف چلی آرہی تھی۔ میرے دل نے کہا: ''یہ حاتم کی بیٹی ہے، یہ میری بہن ہے'' جب وہ کچھ اور قریب آئی تو ہم نے اسے صاف طور پر پہچان لیا وہ واقعی میری بہن ہی تھی وہ ہمارے پاس پہنچ کر سواری سے اترتے ہی ناراضگی کے لہجے میں بولی:

''بے مروت ... ظالم... تو نے اپنی بیوی اور بچوں کو تو اپنے ساتھ لے لیا اور اپنے باپ کی اولاد اپنی عزت کو پیچھے چھوڑ کے چلا آیا۔''

میں نے کہا: ''پیاری بہن! صرف اچھی باتیں کہو'' اور میں اسے راضی کرنے لگا، آخر کار وہ مجھ سے راضی ہوگئی اور پھر اس نے اپنے سارے حالات تفصیل سے بیان کئے جو بالکل وہی تھے جو ہم کو پہلے پہنچتے رہتے تھے پھر میں نے اس سے مشورہ کرتے ہوئے پوچھا... وہ نہایت دور اندیش، عقلمند اور سمجھدار عورت تھی...

''اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ تم جلد از جلد ان کی خدمت میں پہنچ جاؤ اگر واقعی وہ نبی ہیں تو تمہارے جیسے آدمی کا ان کی تصدیق و تائید میں پیچھے رہ جانا بڑی افسوسناک بات ہوگی اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو ان کے یہاں تمہاری ناقدری نہیں ہوگی۔''

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے سفر کی تیاری کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ میں نے اس سے پہلے نہ تو ان کے پاس اپنے پہنچنے کی اطلاع بھیجی تھی نہ ان سے اپنے لیے امان حاصل کی تھی البتہ مجھے اس بات کی اطلاع ہوگئی تھی کہ انہوں نے میرے متعلق اپنے اصحاب سے فرمایا ہے کہ ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی عدی بن حاتم کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے گا'' جب میں مدینہ پہنچا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے حاضر خدمت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا: تو پوچھا: کون ہو؟، میں نے جواب دیا: ''عدی، حاتم طائی کا بیٹا۔''

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر کی طرف لے چلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک نہایت بوڑھی عورت ملی جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ تھا وہ ان کو روک کر اپنی کسی ضرورت کے متعلق باتیں کرنے لگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر کر پوری توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سنتے رہے دوران گفتگو میں وہیں کھڑا رہا۔ کھڑا کھڑا میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ ''اللہ کی قسم! یہ بادشاہ نہیں ہو سکتے۔'' بڑی بی سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میرا ہاتھ تھام لیا اور چلتے ہوئے اپنے گھر پہنچ گئے، گھر میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کا ایک تکیہ اٹھایا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میری طرف ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس پر بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آئی اور میں نے اسے بے ادبی پر محمول کرتے ہوئے عرض کیا کہ نہیں، اس پر آپ تشریف رکھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار کر کے مجھے اس پر بٹھایا اور خود زمین ہی پر بیٹھ گئے کیونکہ گھر میں اس کے علاوہ دوسرا تکیہ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''اللہ کی قسم! یہ انداز کسی بادشاہ کا ہرگز نہیں ہو سکتا'' اطمینان سے بیٹھ جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کیا:

''عدی! بتاؤ کیا تم رکوسی نہ تھے؟ تم ایک ایسے دین کو اختیار کئے ہوئے نہ تھے جو نصرانیت اور صابئیت کے درمیان تھا؟''

میں نے جواب دیا: ''بے شک میں رکوسی تھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:

''کیا تم اپنی قوم سے مال غنیمت کا چوتھائی حصہ وصول نہیں کرتے تھے، کیا تم ان سے وہ مال نہیں لیتے تھے جو تمہارے دین میں حلال نہ تھا؟

''جی ہاں! اے اللہ کے رسول! میں ایسا کرتا تھا'' اور اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ یہ نبی مرسل ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عدی! شاید تم اس دین کو قبول کرنے سے اس لیے ہچکچا رہے ہو کہ آج مسلمان مفلس اور تنگدست ہیں لیکن اللہ کی قسم! وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب ان کے یہاں مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ اسے کوئی لینے والا نہیں ملے گا یا شاید تم اس دین میں داخل ہونا اس لیے ناپسند کرتے ہو کہ آج مسلمانوں کی تعداد کم اور ان کے دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن اللہ کی قسم! عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت تن تنہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر حج بیت اللہ کے لئے قادسیہ سے نکلتی ہے اور دوران سفر اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔ یا شاید اس دین کو قبول کرنا تم کو اس لیے گوارا نہیں ہے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ آج زمام حکومت دوسروں کے ہاتھوں میں ہے اور مسلمان اس

سے محروم ہیں لیکن اللہ کی قسم تم جلد ہی سن لو گے کہ بابل کے سفید محلات مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگئے اور کسریٰ کے خزانے ان کے قبضے میں آ گئے۔'' میں نے حیرت سے پوچھا: ''کیا؟ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے وثوق کے ساتھ فرمایا: ''ہاں! ہاں! کسریٰ ابن ہرمز کے خزانے'' اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر میں دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔'' حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل عمر پائی تھی وہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیشین گوئیاں تو حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہیں صرف ایک باقی رہ گئی ہے اور اللہ کی قسم وہ بھی یقیناً پوری ہوکر رہے گی میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہوکر نکلی اور بلا خوف و خطر مکہ پہنچ گئی اور میں اس فوج کے اگلے دستے میں تھا جس نے کسریٰ کے خزانوں پر حملہ کرکے ان پر قبضہ کیا تھا، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیسری پیشن گوئی بھی ضرور پوری ہوگی۔''

اللہ کی مشیت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری ہوئی اور تیسری پیشنگوئی بھی خلیفہ زاہد و عابد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں پوری ہوگئی اس وقت مسلمان مالی اعتبار سے اس قدر خوش حال ہوگئے تھے کہ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا منادی فقراء و مساکین کو زکوۃ کا مال لینے کے لئے پکارتا مگر کوئی اس کو لینے والا نہ تھا، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات صحیح اور حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پوری ہوئی۔

☆☆ .... ☆☆

مولانا محبوب احمدؒ، لانگ

مولانا محبوب احمدؒ لانگ برادری سے تعلق رکھتے تھے جو جلال پور اور مضافات جلال پور پیروالا میں کثرت کے ساتھ آباد ہیں۔ آپ نے مختلف تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد فیصل آباد کے معروف ادارہ جامعہ مدینۃ العلم بکر منڈی میں داخلہ لیا۔ جس کے بانی مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ ہیں جو آج کل امریکا کی کسی ریاست میں اسی نام سے ادارہ چلا رہے ہیں۔ مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ، مولانا عبدالعلیم اور دیگر اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ اس سے قبل دارالعلوم کبیر والا میں بھی علم حاصل کرتے رہے۔ دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم، شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمد مدظلہ آپ کے اساتذہ کرام میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا مفتی عبدالقادرؒ، مولانا محمد نواز سیّال مدظلہ، مولانا محمد اشرف شادؒ بانی جامعہ اشرفیہ مان کوٹ خانیوال کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ ۱۹۹۹ء میں جامعہ مدینۃ العلم سے دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد چک نمبر ۲۵۷، گ ب پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جامع مسجد میں امام وخطیب مقرر ہوگئے اور یہ ذمہ داری ۲۳ سال تک نبھائی، کچھ عرصہ قبل ملتان منتقل ہوگئے۔

۷ رفروری ۲۰۲۳ء صبح نماز تہجد ادا کرنے کے بعد اہلیہ محترمہ کو تہجد کے لئے بیدار کیا۔ تہجد کے بعد ذکر واذکار کرتے رہے۔ اہلیہ محترمہ نے صبح کی نماز کے بعد دعا کے لئے دست دعا بلند کئے تو انہیں فرمایا کہ آپ اپنے بچوں کو نماز کے لئے بیدار کریں اور بستر پر آ کر دعا کریں تاکہ میں نماز ادا کرلوں تو صبح کی نماز اطمینان کے ساتھ ادا کی اور بستر پر دراز ہوگئے۔ ایک دو لمبے لمبے سانس لئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی میت آبائی علاقہ چاہ محمد علی والا بہادر پور جلال پور پیروالا لائی گئی اور اسی روز شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ مہتمم دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے حکم کے مطابق آپ کے فرزند ارجمند مولانا محسن معاویہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز علمائے کرام، قراء، حفاظ اور مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کو آبائی علاقہ کے قبرستان میں ۷ رفروری کو مغرب کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے، چھ بیٹیاں سوگوار چھوڑے، تمام اولاد دینی علوم کے فاضل، قرآن پاک کے حافظ وقاری ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سابق مبلغ مولانا محمد خبیب نور اللہ مرقدہ کے ساتھ یارانہ تھا۔ مولانا مرحوم بھی علاقہ میں پھرتے پھرتے ان کے ہاں قیام کرتے، بہت سے فیملی معاملات میں ایک دوسرے کے مشیر تھے۔

راقم کو بھی ایک مرتبہ مولانا محمد خبیبؒ کی معرفت بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحوم تحریک ختم نبوت کے معاونین میں سے تھے۔ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مدظلہ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ وبرد مضجعہ، آمین یا اللہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

غزوۂ بدر......حق و باطل کا پہلا معرکہ

مولانا مفتی مزمل حسین کاپڑیا رحمۃ اللہ علیہ

سن ۲ ہجری کا سال اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ بہت سے اسلامی احکام اس سن میں پیش آئے مثلاً تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور خانہ کعبہ مسلمانوں کا مستقل قبلہ تجویز ہوا اور پھر ماہِ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے، اور بہت سے احکامات میں سے ایک اہم حکم یہ تھا کہ مظلوم مسلمانوں کو قتال کی اجازت دی گئی کہ جنہوں نے مکہ مکرمہ کی زندگی میں کفار کی تکالیف برداشت کیں، ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، لیکن ان کو اقدام تو کجا، اپنے دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت تک نہ تھی، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے برچھا مار کر شہید کیا، حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ عنہما پر کفار نے مکہ کی سخت گرمی میں کیا کیا ستم نہیں ڈھائے لیکن نہ خود مظلوموں نے اور نہ کسی اور مسلمان نے تلوار اٹھائی، اس لئے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے اس کی اجازت ہی نہ تھی۔

بہرحال اب صفر المظفر سن ۲ ہجری میں قتال وجدال کی اجازت ملی لیکن یہ اجازت اس کے ساتھ مشروط تھی کہ اگر کفار خود ابتداً کریں تو مسلمانوں کو اس کے جواب میں قتال کی اجازت تھی کہ جو تم سے لڑے اس سے تم بھی قتال کرو اور جو نہ لڑے اس سے تم بھی نہ لڑو، لیکن اس کے بعد مطلقاً حکم آیا کہ اب سارے کفار و مشرکین سے مقابلہ کرو، چاہے وہ لڑائی کی ابتدا کریں یا نہ کریں اور اس کی حکمت یہ بتائی گئی، ارشاد ربانی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ:

”تم ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ (کفر کا) فتنہ ختم ہوجائے اور خدا کے دین کی سربلندی ہو۔“

یعنی یہ اجازت اپنی ذات کے لئے نہ تھی، اپنی ذاتی عداوت کا بدلہ لینے اور اپنے ذاتی جذبۂ عداوت کی تسکین کے لئے نہ تھی بلکہ اس جہاد و قتال کی اجازت محض اور محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے اور خدا کے دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے اور کفر وشرک کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے تھی۔

قتال وجدال کی اجازت کے بعد کفار کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا، بعض جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفسِ نفیس شرکت فرمائی، ایسی جنگوں کو اصطلاح شریعت میں غزوات کہا جاتا ہے، جمہور مورخین کے نزدیک ان کی تعداد ۲۷ ہے، پھر ان غزوات میں بھی بعض تو وہ ہیں، جن میں قتال، لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی اور بعض وہ ہیں جن میں مسلمانوں اور کفار میں دست بدست جنگ ہوئی، ایسے غزوات کی تعداد ۹ ہے، ان نو غزوات میں سے سب سے پہلا غزوۂ بدر ہے۔

سن ۲ ہجری ماہِ رمضان المبارک کی ۱۷/تاریخ بمطابق ۱۳/مارچ ۶۲۴ء جمعۃ المبارک کے دن حق و باطل اور کفر و اسلام کا وہ پہلا عظیم الشان معرکہ پیش آیا، جسے اسلامی تاریخ میں غزوۂ بدر اور قرآن کریم کی اصطلاح میں ”یوم الفرقان“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اگرچہ ابتدائی واقعات کے لحاظ سے یہ غزوہ زیادہ عظیم معلوم نہیں ہوتا، لیکن نتائج کے اعتبار سے نہایت اہم ہے، اس غزوہ میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اب اسلام ایک قوت بن چکا ہے، جس کو مٹانا ممکن نہیں، غزوۂ بدر نے کفر و اسلام، ہدایت و گمراہی کے فرق کو واضح کردیا، حق و باطل کے درمیان حدِ فاصل قائم کردی اور اب حق و باطل اور کفر و اسلام میں سے کسی بھی راہ کو اختیار کرنے والے کے لئے راستہ کا تعین آسان ہوگیا، حقیقت یہ ہے کہ بدر کا یہ معرکہ اتنا عظیم الشان ہے کہ تاریخ اسلام کے عظیم ترین غزوات کے لئے یہ اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

غزوۂ بدر کے اسباب اور اس غزوہ میں ابتداء سے لے کر انتہا تک پیش آنے والے واقعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے تو اس کے لئے ضخیم دفاتر بھی کم ہیں، مورخین اور سیرت نگار مصنفین نے اس پر تفصیل سے لکھا ہے، ذیل میں غزوۂ بدر کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ

۱۷/رمضان المبارک سن ۲ ہجری کو پیش آنے والے واقعات ہمارے ذہنوں میں تازہ ہو جائیں اور تلواروں کے سائے میں جو نمازِ عشق ادا کی گئی تھی، اس کی جھلک تصورات کے دوش پر ہمارے قلب و دماغ میں اتر کر ہمارے اندر جذبہ عشق کو اور جذبۂ جہاد کو گرمادے:

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

غزوۂ بدر کے اسباب

مسلمانوں کو فتنۂ کفر و شرک کی سرکوبی کے لئے قتال و جدال کی اجازت مرحمت کی گئی تھی، چنانچہ کفار اور مشرکین کی طرف سے ہر متوقع فتنہ کے مقابلہ کی تیاری، کفار کے عزائم پر نظر کرنا اور اس کا توڑ تلاش کرنا ایک ناگزیر امر تھا۔

اس وقت مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن قریش مکہ اور کفار مکہ تھے، جو مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے کے بعد بھی ہر وقت مسلمانوں کے درپے آزار تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ کس طرح ان کو ختم کردیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر خصوصی نگاہ رکھے ہوئے تھے، ماہِ جمادی الاخریٰ سن ۲ ہجری جو تقریباً دسمبر اور جنوری کا مہینہ تھا، سردی کا زمانہ تھا اور قریش کا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف جارہا تھا، اس قافلہ میں مکہ کے ہر گھر کا کچھ نہ کچھ حصہ تھا اور اس تجارتی قافلے سے انہیں بڑے منافع کی توقع تھی اور یقیناً جب قافلہ تجارت سے واپس لوٹتا تو اس کے منافع کا ایک کثیر حصہ ضرور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا، لہٰذا اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلہ کے تعاقب کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے، اس تجارتی قافلہ کی راہ میں رکاوٹ بننے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے قریش مکہ پر اقتصادی دباؤ پڑے گا، اور وہ معاشی بحران میں مبتلا ہوجائیں گے اور اس تجارت سے جو مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا، اس کا خطرہ کسی حد تک ٹل جائے گا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ اس تجارتی قافلہ کی تلاش میں نکلے اور ینبوع (جو کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک ساحلی علاقہ ہے اور آج کل وہاں ایک شاندار شہر تعمیر ہوچکا ہے) کے قریب ایک مقام تک پہنچے، جس کا نام ذوالعشیرہ ہے لیکن یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ قافلہ تو کئی روز قبل یہاں سے نکل چکا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند قبائل سے معاہدہ کرکے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اس دوران ماہِ رجب المرجب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کی جس کے ذمہ تھا کہ وہ قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھے، اتفاقیہ طور پر اس جماعت کی قریش کے ایک چھوٹے سے قافلہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اور کفار کا ایک آدمی...... عمرو بن الحضرمی مارا گیا، یہ پہلا کافر ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا، اس واقعہ کی اطلاع پر قریش مکہ نے انتقام لینے کی ٹھانی، ادھر رمضان کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ابو سفیان کا قافلہ شام سے واپس لوٹ رہا ہے، اور مدینہ کے راستہ مکہ مکرمہ کی طرف جائے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جمع کرکے فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ ہے، جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے اموال پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے، چلو شاید اللہ پاک یہی قافلہ تمہیں دیدے، مسلمان بڑی عجلت کے ساتھ چل پڑے، جو جس حال میں تھا نکل پڑا ادھر ابوسفیان نے بھی قافلہ کی حفاظت کے پیش نظر شام سے روانہ ہوتے ہی چند جاسوس آگے کی طرف بھیج دیئے تھے، ان جاسوسوں نے اطلاع دی کہ محمد اور اس کے اصحاب تمہارے انتظار میں ہیں، ابوسفیان نے فوراً ایک قاصد مکہ مکرمہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ قریش مکہ اپنے قافلہ کو بچائیں اور خود ابوسفیان راستہ بدل کر قافلہ کو دریا کی جانب سے صحیح سلامت لے کر نکل گیا۔ قاصد نے مکہ پہنچ کر اطلاع دی تو کفارِ مکہ میں ہلچل مچ گئی اور چونکہ ابھی عمرو بن حضرمی کے قتل کا واقعہ بھی تازہ تھا، لہٰذا جوشِ انتقام میں اور اضافہ ہوگیا اور وہ پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہوئے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ ان کو ابوسفیان کا یہ پیغام ملا کہ ’’تم صرف اپنے اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے آرہے تھے، لیکن اس کو اللہ نے بچالیا اب واپس مکہ کی طرف چلو‘‘ لیکن ابوجہل نے غرور اور تکبر سے سرشار لہجہ میں کہا ’’جب تک ہم مقامِ بدر میں پہنچ کر تین دن تک کھا پی کر اور گا بجا کر خوب مزے نہ اڑا لیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔‘‘

ابوجہل کے ان الفاظ سے قبائل کے جذبات پھر برانگیختہ ہوگئے اور مشرکین کا لشکر پوری تیاری کے ساتھ مقام بدر کی طرف روانہ ہوگیا، اس قافلہ میں اس وقت کا کون سا جنگی سامان نہ تھا؟ اور قافلے والوں کا دل بہلانے کے لئے کون سی چیزیں نہ تھیں سب ہی کچھ تھا:

تفنگ و نیزہ و خنجر، شراب و نغمہ و ساقی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ:

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قریش مکہ کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجرین وانصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا، بعض حضرات نے مشورہ دیا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے، لہٰذا اس بے سروسامانی کی حالت میں جنگ لڑنا مناسب نہیں، لہٰذا واپس مدینہ لوٹ جایا جائے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً کھڑے ہوگئے اور تعمیلِ ارشاد کا یقین دلاتے ہوئے اپنی جاں نثاری کا اظہار فرمایا کہ: ’’آپؐ کی خاطر تن، من، دھن، سب حاضر ہے‘‘ حضرت عمر بن الخطابؓ نے بھی اسی جاں نثاری کا ثبوت دیا، مہاجرین کے دو بڑے سرکردہ رہنماؤں کے اظہارِ وفاداری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں انصار پر لگی ہوئی تھیں کیونکہ انصار نے بیعت عقبہ کے وقت یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے شہر میں آپ کی حفاظت کریں گے اور آپ کے دشمنوں سے لڑیں گے، لیکن اب تو مدینہ منورہ سے دُور بظاہر اتفاقیہ جنگ کا موقع پیش آ گیا تھا، آگے دیکھنا تھا کہ انصارِ مدینہ ساتھ دیں گے یا نہیں، چنانچہ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ جو انصارِ مدینہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ’’یارسول اللہ! جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے، اس کو انجام دیجئے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہیں کہیں گے کہ: ’’اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم اس کے برعکس یہ کہیں گے کہ: آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کریں ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے۔‘‘ حضرت مقدادؓ کے اس ارشاد کو حفیظ جالندھری نے اس طرح نظم کیا ہے:

معاذ اللہ مثیل امت موسیٰ نہیں ہیں ہم
جہاں میں پیروان دین ختم المرسلینؐ ہیں ہم
ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامانِ محمدؐ ہیں
ہمیں باطل کا ڈر کیا زیر دامانِ محمدؐ ہیں
مسلماں کو ڈرا سکتے ہیں کب یہ نیزہ و خنجر
لڑیں گے سامنے ہوکر، عقب پر دائیں بائیں پر

اس کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ جو کہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، کھڑے ہوئے اور کہا:

اگر ارشاد ہو بحر فنا میں کود جائیں ہم
ہلاکت خیز گردابِ بلا میں کود جاہیں ہم
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرہ ’’اللہ اکبر‘‘ میں
قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں
سنانِ نیزہ بن کر سینۂ باطل میں گڑ جائیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ان بلند عزائم کو دیکھ کر آپ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے دمک اٹھا اور چہرۂ نبوت عرش معلیٰ کی طرف اٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعائے خیر فرمائی اور دعا کے بعد مسلمانوں کو فتح ونصرت کی نوید سنائی، چنانچہ مسلمان بھی مدینہ منورہ سے مقامِ بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔

کفر واسلام کا لشکر

مقامِ بدر میں کفر اور اسلام دونوں کے لشکر آمنے سامنے ہیں، ایک طرف مشرکین کا ایک ہزار کا لشکر، امراءِ قریش سرخ اونٹوں پر سوار، ۶۰۰ زرہ پوش، ہر قسم کا سامان اور اسلحہ سے لیس، خیموں کی بہتات اور ۷۰۰ اونٹ ساتھ تھے، مقامِ بدر میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کا حال حفیظ جالندھری کے الفاظ میں یہ تھا:

نکل کر شہر سے تعداد دیکھی جاں نثاروں کی
تو گنتی تین سو تیرہ تھی ان اطاعت گزاروں کی
سلاحِ جنگ یہ تھا آٹھ تلواریں تھیں چھ زرہیں
غنا کا رنگ یہ تھا چیتھڑوں میں بیسیوں گرہیں
زیادہ لوگ پیدل تھے سواری پر بہت تھوڑے
کہ ستر اونٹ تھے بہر سواری اور دو گھوڑے
ہلا دیتی تھی کہساروں کو جن کی دھاک، پیدل تھے
جناب حمزہ کیا، خود صاحب لولاک پیدل تھے
نہ زرہیں تھیں، نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں
فقط خاموش تسکیں تھی، فقط پُرجوش تکبیریں
کوئی ساماں نہیں تھا ایک ہی سامان تھا ان کا
خدا واحد، نبی صادق ہے، یہ ایمان تھا ان کا
بنا کر اپنے سینوں کی سپر آیت قرآن کو
بظاہر چند تنکے روکنے آئے تھے طوفان کو

ادھر ۱۶/ رمضان المبارک جمعرات کا سورج غروب ہوا دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ میں اپنی اپنی من پسند مصروفیتوں میں محو تھے، دونوں لشکروں کی مصروفیتوں کا موازنہ حفیظ جالندھری نے یوں نظم کیا:

وہاں عیش و طرب نے کردیئے افلاک پر بستر
یہاں ان خاکساروں نے جمائے خاک پر بستر
وہاں لحم شتر بھی، کشتی مئے کی روانی بھی
برائے ساقی کوثر یہاں کمیاب پانی بھی
وہاں خونخوار تلواروں نے دھاریں سان پر رکھیں
نہتوں نے یہاں آنکھیں فقط ایمان پر رکھیں
وہاں بھوکی نگاہیں باوجود فارغ البالی
یہاں آنکھوں میں استغنیٰ مگر جیب شکم خالی

وہاں بوجہل محو استراحت خوابِ غفلت میں
یہاں اللہ کا محبوب محرابِ عبادت میں
سلا کر پہلوؤں میں سب کو، سوئی بدر کی وادی
نہ تھا بیدار کوئی ہاں مگر اسلام کا ہادی
یہ پُرانوار آنکھیں اشک کی لڑیاں پروتی تھیں
خدا کے سامنے خلقِ خدا کے غم میں روتی تھیں
پڑے تھے ایک طرف افرادِ امت خوابِ راحت میں
محمدؐ کی زباں وقف دعا تھی فکرِ امت میں

کفر واسلام صف بہ صف

۱۷/ رمضان المبارک کو جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کی، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے ایک اونچے ٹیلہ پر گھاس پھوس اور کھجور کے پتوں سے ایک چھپر تیار کیا گیا، یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا تھا، جہاں سے پورا میدان کارزار نظر آتا تھا، یہ دنیا کے سب سے جلیل القدر سپہ سالار کا ’’کنٹرول روم‘‘ تھا۔

۱۷ ویں رمضان المبارک کے سورج کے طلوع کے ساتھ کفر و اسلام کے لشکر بھی طلوع ہوئے:

کھڑے تھے روبرو اب صف بہ صف حق، صف بہ صف باطل
ادھر حق سر بکف موجود، ادھر خنجر بکف باطل
ادھر وہ جن کے دم سے ہوگیا اسلام پائندہ
ادھر کفار کی دنیا کا ہر کافر نمائندہ
عیاں تھا ایک جانب نور، ظلمت دوسری جانب
صداقت ایک جانب اور طاقت دوسری جانب
ادھر اعلائے ایماں کو، ادھر تکذیب کرنے کو
ادھر تعمیر کرنے کو، ادھر تخریب کرنے کو
ادھر مسلم، ادھر مشرک، ادھر مومن، ادھر کافر
پدر مسلم، پسر مشرک، پسر مومن، پدر کافر
ادھر تقدیر پر شاکر، ادھر تدبیر پر تکیہ
ادھر فضل خدا پر ناز، ادھر شمشیر پر تکیہ
نہ دیکھا تھا کبھی خورشید نے پہلے یہ نظارہ
ادھر ایمان صف آراء، ادھر شیطان صف آراء

مسلمانوں کی صف بندی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھپر میں تشریف لے آئے، اتنے میں مشرکین کی فوج نے لات وہُبل کا نعرہ لگایا، اگلی صف سے سردارِ لشکر، رئیس مکہ، عتبہ بن ربیع نکلا، پیچھے شیبہ اور ولید چلے آئے، اسلامی لشکر کے آگے کھڑے ہوکر انہوں نے للکارا ’’جسے موت کی آرزو ہو آگے بڑھے‘‘ تین انصاری مقابلے کے لئے نکلے، عتبہ نے کہا: تم ہم سے لڑو گے؟، جاؤ محمد کے گھرانے والوں کو بھیجو، مسلمانوں کے لشکر سے مہاجرین نکلے اور لشکر اسلام سے ’’یا حی یا قیوم‘‘ کا نعرہ بلند ہوا، حضرت حمزہؓ کے مقابلہ میں عتبہ بن ربیع مارا گیا، حضرت علیؓ کے آگے ولید جیسا بہادر پڑا دم توڑ رہا تھا، جبکہ عبیدہؓ اور شیبہ دونوں زخمی ہوگئے تھے، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے حضرت عبیدہؓ کو سہارا دیا اور شیبہ کو قتل کردیا، اپنے تین بہادروں کو اس طرح ختم ہوتا دیکھ کر مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں پر حملہ بول دیا اور حق و باطل ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے، اب عام جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت حمزہؓ، علیؓ، زبیرؓ، ابو دجانہؓ، مقدادؓ اور سعدؓ جیسے شیر اپنے کچھار سے نکل چکے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی دعا:

اس دوران جبکہ گھمسان کی جنگ ہورہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لئے ہوئے چھپر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب واحباب کی قلت اور بے سروسامانی کو اور دشمن کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور دیر تک ہاتھ پھیلائے ہوئے یہی دعا فرماتے رہے کہ: ’’اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہیں ہوگی۔‘‘

تیرے پیغام کی آیات ہیں ان کی زبانوں پر
مدارِ قسمت توحید ہے ان چند جانوں پر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو ماننے والا
الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر
محمدؐ سے جو وعدہ ہوچکا ہے آج پورا کر

اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا تھا، اس کو پورا بھی فرمایا، مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مشرکین کو شکست ہوئی۔ ۷۰ صنادید قریش جہنم واصل ہوئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے۔ ابوجہل انصار کے دونو جوانوں معاذ اور معوذ کے ہاتھوں زخمی ہوا، اور بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر کاٹا، ابوجہل کے علاوہ قریش مکہ کے بہت سے جگر پاروں کو عبرت ناک موت کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں میں چودہ صحابہ کرامؓ کو شہادت نصیب ہوئی:

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی
شہادت پاکے ہستی زندۂ جاوید ہوتی ہے
یہ رنگیں شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے
اسی رنگت کو ہے ترجیح اس دنیا کی زینت پر
خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر

غزوۂ بدر کے نتائج:

غزوۂ بدر ایک انقلاب آفرین اور تاریخ ساز واقعہ ہے، اگر اس غزوہ میں مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو بنی نوع انسان کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔

غزوۂ بدر کو اگر نتائج کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس کے دو پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں، ایک پہلو یہ کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کی فتح سے مسلمان قریش مکہ کے مقابلہ میں برابر کے فریق بن چکے تھے، عرب کے قبائل اور خصوصاً قریش مکہ پر مسلمانوں کی عسکری اور فوجی دھاک بیٹھ گئی اور تمام قبائل کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ مسلمانوں کو ختم کرنا اور طاقت کے ذریعہ ان کا استیصال کرنا ناممکن ہے، اس وجہ سے یہود اور مدینہ منورہ میں موجود دوسرے قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ مسلح جدوجہد ترک کردی۔

اس فتح سے مسلمانوں کے سیاسی اور ثقافتی اثر ورسوخ میں بھی اضافہ ہوا اور اس طرح سے اسلامی تحریک کو مدینہ سے نکل کر سارے عرب میں پھیلنے کے لئے راہیں مل گئیں اور ایک اہم فائدہ اس فتح سے یہ ہوا کہ قریش کی قدیم تجارتی شاہراہ غیر محفوظ ہوگئی اور یہ قریش کی اقتصادی پوزیشن کے لئے ایک سخت خطرہ تھا اور وہ مال و اسباب جو اس تجارت کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف جنگوں اور ریشہ دوانیوں میں استعمال ہوسکتا تھا، اس پر ایک زبردست چوٹ پڑی اور یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

غزوۂ بدر کے اگر دوسرے رخ کو دیکھا جائے یعنی یہ کہ اگر مسلمانوں کو اس جنگ میں شکست ہوتی تو مسلمانوں اور بنی نوع انسان کے لئے کیا مضر اثرات مرتب ہوتے۔

اگر مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو انسانیت توحید کی روشنی، رسالت کی ضیا پاشیوں، آخرت کے قانون جزا وسزا اور قانون عدل و انصاف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت للعالمینی سے محروم ہوجاتی، دنیا امن وسلامتی سے محروم ہوجاتی، دنیا میں علم وحکمت کا احیاء نہ ہوتا، ثقافت انسانی میں جمود اور ٹھہراؤ آجاتا، اخلاق حسنہ کی تکمیل نہ ہوتی اور انسانیت نہ جانے کب تک شرک و جہالت، ظلم و بربریت کی تاریکیوں میں بھٹکتی رہتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ جنگ میں جو دعا مانگی تھی: ”اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر قیامت تک تیری پرستش نہیں ہوگی“ اس میں یہی حقیقت مضمر تھی۔

اس مٹھی بھر جماعت کے دم سے اسلام کی کرنیں سارے عالم میں پھیل گئیں ویسے تو تمام صحابہ کرامؓ ہی آسمانِ دنیا کے روشن ستارے تھے، لیکن وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے جنگِ بدر میں شرکت کی، ان کی تو بات ہی اور تھی، یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عہد نبوی بلکہ خلافتِ راشدہ کے زمانے میں بھی اہلِ بدر کو دوسرے مسلمانوں سے افضل سمجھا جاتا تھا۔

یہ مسلمانوں کی قوت ایمانی اور حسن اعمال ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے نازل فرماکر مسلمانوں کی غیبی مدد کی، خدا کی طرف سے یہ وعدہ کسی وقت اور مقام کے ساتھ مشروط نہ تھا بلکہ یہ وعدہ ہر مقام اور ہر وقت کے لئے ہے، لیکن ضرورت صرف اس جذبہ ایمانی اور عشق حقیقی کی ہے جو اسلام کے دورِ اول میں تھا:

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

☆☆ .... ☆☆

روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے: مولانا نورالحق

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ضلع کیماڑی حلقہ محمدی کالونی لیاری ایکسپریس وے نزد اللہ والی مسجد سے متصل گراؤنڈ میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت و استقبال رمضان کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس سے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحئی مطمئن، نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین، جمعیت علمائے اسلام ضلع جنوبی کے امیر مولانا نورالحق، مولانا فضل سبحان، ضلع جنوبی کے مسئول مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، ضلع کیماڑی کے مسئول مولانا محمد عبداللہ چغرزئی، ضلع شرقی کے مسئول مولانا محمد رضوان قاسمی، حلقہ محمدی کالونی کے سرپرست مولانا گل محمد اور نگران مولانا حافظ عبدالحمید کوہستانی، پاکستان پیپلز پارٹی کے منتخب چیئرمین اعظم خان اور عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما حاکم خان مروت نے بھی خطاب کیا۔ علاقے کی سیاسی وسماجی شخصیات اور محمدی کالونی کے تمام ائمہ مساجد نے شرکت کی۔ کانفرنس میں مشہور قراء کرام مولانا قاری گل محمد اور مولانا عبداللہ شاہ نے تلاوت سے شرکاء کے دلوں کو خوب منور کیا اور مشہور نعت خواں مولانا حبیب اللہ ارمانی، مولانا عبداللہ عبدالقادر اور عثمان شاکر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ واضح رہے کہ یہ اس حلقہ میں پہلی ختم نبوت کانفرنس تھی، جس کو عوام الناس کی بھرپور حمایت حاصل رہی۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ

سرور کائنات، ہادیٔ عالم، امام الانبیاء، سیدالمرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ کے رفیق سفر وحضر، یارِ غار ومزار، خلیفۂ اول، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ اور امہات المومنینؓ میں بلند مقام کی حامل ہیں۔ان کا لقب صدیقہ اور حمیرا ہے، کنیت ام عبداللہ ہے، یہ کنیت خود حضور ﷺ کی تجویز فرمائی ہوئی تھی۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ عرب میں کنیت رکھنا شرافت کا معیار اور علامت سمجھی جاتی تھی، ایک دن انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ عرب کی عورتیں کنیت سے مشہور ہیں، آپ میری بھی کوئی کنیت تجویز فرمادیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی کنیت عبداللہ کے نام کی نسبت سے ام عبداللہ رکھ لو۔واضح رہے کہ حضرت عبداللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے اعلان نبوت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں، اس طرح انہیں یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ یہ پیدائشی مسلمان تھیں۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے کہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی ان برگزیدہ شخصیات کی فہرست میں داخل کردیتا ہے، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز تک نہیں سُنی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا انتہائی ذہین تھیں اور انہیں یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ علمی طور پر صحابیاتؓ میں سب سے بڑی فقیہہ تھیں۔

نبی ﷺ نے نکاح سے پہلے انہیں دو مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ ریشمی کپڑے میں ملبوس ہیں، کوئی شخص آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زوجۂ محترمہ ہیں۔آپ ﷺ دوران خواب ہی فرماتے ہیں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ہوجائے گا۔اسی خواب کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھجوایا۔اتنا سننا تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے کہ ان کی صاحب زادی تاجدار مدینہ حضرت محمد ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ چناں چہ فوراً راضی ہوگئے اور شوال کے مہینے میں چار سو درہم کے حق مہر پر آپ کا نکاح ہوا۔

خطبۂ نکاح خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم سن تھیں۔ (واضح رہے کہ) یہ صرف عقد نکاح تھا، جس میں رخصتی کی نوبت اس وقت نہیں آئی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی اور یہ انتخاب بھی اللہ تعالیٰ ہی کا تھا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انتہائی ذہین تھیں۔ نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا دین جس طرح انہوں نے محفوظ کرکے عام فرمایا، یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت اور دین کی حقانیت کا ثبوت ہے۔آپ کے علاوہ جتنے بھی نکاح ہوئے وہ عمر رسیدہ عورتوں سے ہوئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ایک ایک بات انتہائی شوق ورغبت کے ساتھ دیکھی، پرکھی، سمجھی اور امت مسلمہ کی خصوصاً عورتوں تک اور عموماً دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک کماحقہ مِن وعن پہنچائی۔

عقد نکاح کے کچھ ہی عرصے بعد نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا اور یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے، راستے میں مختلف واقعات پیش آئے، بالآخر آپ دونوں حضرات مدینہ منورہ بخیر وعافیت پہنچ گئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں انتہائی اطمینان بخش فضا قائم فرمائی جس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے گھرانے کو مدینۂ منورہ بلوالیا، یہاں آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی، اس کے بعد بحیثیت زوجہ نو سال نبی ﷺ کی رفاقت میں اس طرح گزارے کہ ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی محبت کے ساتھ پیش آتے تھے، نبی کریم ﷺ نے آپ کی بہترین تربیت بھی

فرمائی اور یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذوق وشوق تھا کہ انہوں نے علمی میدان میں بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور علوم اسلامی کے ایک بہت بڑے ذخیرے کو نہ صرف اپنے پاس محفوظ فرمایا، بلکہ ہر ہر موقع پر امت مسلمہ کی رہنمائی بھی فرمائی۔

علامہ سیّد سلیمان ندویؒ رقمطراز ہیں:

’’عموماً ہر زمانے کے بچّوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل کے بچّوں کا ہے کہ سات آٹھ برس تک تو انہیں کسی بات کا مطلق ہوش نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ لڑکپن کی ایک ایک بات یادرکھتی تھیں۔ان کی روایت کرتی تھیں، ان سے احکام مستنبط کرتی تھی، لڑکپن کے کھیل کود میں کوئی آیت کانوں میں پڑ جاتی، تو اسے بھی یاد رکھتی تھیں، کم سنی اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرت نبوی کے تمام واقعات بلکہ جزوی باتیں تک ان کو یاد تھیں، ان سے بڑھ کر کسی صحابیؓ نے ہجرت کے واقعات کو ایسی تفصیل کے ساتھ نقل نہیں کیا۔‘‘

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مندرجہ ذیل ایسی خصوصیات حاصل تھیں، جن میں امت کا کوئی فرد ان کا سہیم وشریک نہیں، چناں چہ وہ فرماتی ہیں: فرشتہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ان کی تصویر لے کر حاضر ہوا۔وہ آپ ﷺ کو ازواج مطہراتؓ میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ کی وجہ سے امت کو تیمم کی رخصت ملی۔ جبرائیل علیہ السلام کو آپ نے دیکھا۔آپ کی پاک دامنی اور برأت میں دس قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی فضیلتیں حاصل تھیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کے لیے اس دن کا انتظار کرتے جس روز آپ ﷺ کی میرے یہاں باری ہوتی اور اس سے ان کا منشا رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

حضرت عُروہ بن زبیرؓ کا قول ہے کہ میں نے قرآن وحدیث، فقہ وتاریخ اور علم الانساب میں اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، احنف بِن قیسؒ اور موسیٰ بن طلحہؒ کا قول ہے کہ حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح اللّسان نہیں پایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جہاں عام حالات میں اپنے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رکھا کرتے تھے، وہاں کئی مواقع پر سفر میں بھی آپ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جن میں غزوات کے سفر بھی شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت آپ کی طبیعت کئی روز علیل رہی، بیماری نے شدت اختیار کی۔آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہراتؓ سے اجازت چاہی کہ آپ کی تیمارداری عائشہ صدیقہؓ کے ہاں کی جائے۔تمام ازواج مطہراتؓ نے بخوشی اس کی اجازت دے دی۔آپ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تشریف لے گئے، اور وصال تک ان ہی کے ہاں رہے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر دم کرتی تھیں۔ نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری لمحات میں یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے بڑا اعزاز تھا۔

انتقال سے پہلے آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے ازواج مطہراتؓ کے پاس ہی دفن کر دینا۔حضور ﷺ کے ساتھ ایک جگہ جو ابھی باقی ہے، وہاں دفن نہ کرنا، کیوں کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتی کہ مجھے دوسری ازواج مطہراتؓ کے مقابلے میں کوئی برتر مقام دیا جائے۔رمضان المبارک میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو آپ کی وصیت ’’موت کے بعد فوراً مجھے دفن کر دینا‘‘ کے مطابق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازے کی امامت فرمائی، اس کے بعد جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں تدفین کردی گئی۔ قاسم بن عبداللہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ ابن زبیر، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم تدفین کے عمل میں شریک ہوئے۔

سیرتِ عائشہؓ پر ایک نظر:

☆ آپ کا نام عائشہ، جب کہ صدیقہ، ام المومنین اور حمیرا کے القاب سے شہرت پائی۔
☆ والد کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدہ کا اسمِ مبارک امِ رومان رضی اللہ عنہا تھا۔
☆ آٹھویں پشت میں آپ کا نسب حضورِ پرنور ﷺ سے جا ملتا ہے۔☆ آپ کی ولادت نبوت کے چوتھے سال مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔
☆ قرآنِ کریم کی عالمہ، فصیح البیان اور عربی اشعار پر کامل دسترس رکھتی تھیں۔☆ آپ سے جو احادیثِ مبارکہ مروی ہیں، ان کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔☆ آپ کے مناقب میں تیمم کے حکم کا نازل ہونا بھی ہے۔☆ رمضان سن ۵۸ھ میں

انتقال فرمایا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

علم ودانائی کی باتیں:

امّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

☆.... کم کھانا تمام بیماریوں کا علاج ہے اور شکم سیری بیماری کی جڑ ہے۔

☆.... مہمان کی خاطر زیادہ خرچ کرو، کہ یہ اسراف نہیں۔

☆.... عبادتوں میں افضل ترین عبادت عاجزی ہے۔

☆.... مصیبتوں کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر کے ساتھ کرو۔

☆.... آدمی کے برا ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ وہ اچھا ہے۔

☆.... زبان کی حفاظت کرو کہ عزت اور ذلت کی یہی سزاوار ہے۔

☆.... تمہارے لیے خیر اسی میں ہے کہ شر سے باز آجاؤ۔

☆.... حق کا پرستار ذلیل نہیں ہوتا، چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہو جائے اور باطل کا پرستار عزت نہیں پاتا، چاہے چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے۔

☆.... جب معدہ بھر جائے تو فکر کمزور پڑ جاتی ہے اور حکمت و دانائی کی صلاحیت گونگی ہو جاتی ہے۔

☆.... عظمت صرف ایک فیصد ودیعت کی جاتی ہے اور ننانوے فیصد محنت و ریاضت سے ملتی ہے۔

☆☆ .... ☆☆

کسی شخص کو انسانی حقوق کی آڑ میں گستاخی رسول کی اجازت نہیں دی جاسکتی

ختم نبوت کانفرنس ہربنس پورہ لاہور میں علمائے کرام کا خطاب

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد مہتاب ہربنس پورہ لاہور میں مولانا قاری محمد حنیف کمبوہ کی سرپرستی اور نائب امیر مجلس لاہور پیر میاں محمد رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں جے یو آئی کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، انٹرنیشنل ختم نبوت کے مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالغفار ڈیروی، مولانا محمد عابد حنیف کمبوہ، مولانا محمد زید حنیف کمبوہ، مدرسہ کے ناظم حاجی محمد اویس، قاری ظہور الحق، مولانا اسلام الدین عثمانی، مولانا عبدالحکیم اطہر، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا زبیر جمیل، مولانا عبیدالرحمٰن معاویہ، مولانا عبدالشکور توحیدی، قاری بشیر احمد اور مولانا سمیع اللہ سمیت علمائے کرام، قرأ اور مشہور نعت خواں سمیت کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اسلامی تعلیمات کی اساس، امت میں اتحاد کی فضا قائم کرنے کے لیے مینارۂ نور ہے۔ کسی شخص کو انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کی آڑ میں گستاخی رسول کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا، پاکستان کی نیشنل اسمبلی کا جرأت مندانہ فیصلہ ہے۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ، بھٹو مرحوم اور ان کی پوری کابینہ نے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر امت مسلمہ کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صرف علمائے کرام اور مفتیان عظام کا ہی نہیں تھا بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی، سیشن کورٹس، ہائی کورٹس، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت سے لے کر کینیا، رابطہ عالم اسلامی، انڈونیشیا اور جنوبی افریقا اور گھمبیا کی عدالتوں نے بھی قادیانیوں کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ قادیانی ملک و ملت دونوں کے غدار ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام کے تمام بنیادی ارکان اور اسلامی نظام حیات کی عمارت بھی اسی عقیدے پر قائم ہے۔ قادیانی گروہ سازش کے تحت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ کی آئینی ترامیم کو ختم کرنے کے لئے نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں کو مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ علماء کرام نے ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ کانفرنس کے آخر میں مدرسہ مہتاب القرآن سے حفظ مکمل کرنے والے طلبا کی دستار بندی بھی کی گئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاعِ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ’’آل پنجاب سالانہ تحریری مقابلہ‘‘ منعقد کیا گیا۔عنوان تھا:’’صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت‘‘ اس عنوان پر دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا و طالبات نے حصہ لیا۔ان مضامین سے چند منتخب اور معیاری مضامین یہاں شائع کئے جا رہے ہیں۔

رخسار طارق صاحبہ، لاہور

نبوت ختم ہے تجھ پر، رسالت ختم ہے تجھ پر
ترا دیں ارفع و اعلیٰ، شریعت ختم ہے تجھ پر
شریعت کے محل کا آخری پتھر ہے تو پیارے
ادھورے کو کیا پورا، یہ سنت ختم ہے تجھ پر
نہیں ہے باپ گرچہ تو کسی بھی مرد کا لیکن
تو مُہرِ انبیاء، شانِ رسالت ختم ہے تجھ پر
(ارشاد عرشی ملک صاحبہ)

ختم نبوت کا اصطلاحی معنیٰ:

تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ سلسلہ نبوت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد ﷺ پر اختتام کو پہنچا۔آپ کے بعد کوئی رسول نہیں آ سکتا، اور جو یہ دعویٰ کرے گا ، وہ کذاب ، دجال اور ضال مضل ہے۔اس کا انکار لازم اور فرض ہے جو شخص اس کی تکذیب نہیں کرتا یا اس کو مومن اور مسلمان سمجھتا ہے، تو وہ شخص بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

ختمِ نبوت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان:

عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کے لیے ہمارے آقا کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان، علما و صلحا نے دلائل و براہین کا ایک قابل رشک ذخیرہ فراہم کر رکھا ہے۔اللہ پاک نے حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا میں تمام انبیا و مُرسلین کے بعد سب سے آخر میں بھیجا اور رسولِ کریم ﷺ پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کے زمانے یا حُضورِ کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے۔

امت مسلمہ کا یعنی صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کا سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت پر ہوا کہ رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، آخری رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا دعویٰ نبوت کرنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ذیل میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور دفاع کو بیان کیا جاتا ہے:

صحابیِ رسول حضرت فیروز دیلمیؓ کا ختمِ نبوت کے لئے جذبہ:

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اسود عنسی نامی شخص نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا، سرکارِ دو عالَم نے اس کے شر و فساد سے لوگوں کو بچانے کے لئے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ اسے نیست و نابود کر دو۔حضرت فیروز دیلمیؓ نے اُس کے محل میں داخل ہو کر اُسے قتل کر دیا۔رسولِ کریم ﷺ نے مدینۂ منورہ میں مرضِ وصال کی حالت میں صحابۂ کرام کو یہ خبر دی کہ آج اسود عنسی مارا گیا اور اسے ایک مبارک مرد فیروز نے قتل کیا ہے ، پھر فرمایا:’’فَازَ فَیرُوز‘‘یعنی فیروز کامیاب ہو گیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مُسَیلمہ کذّاب اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لئے صحابیِ رسول حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں 24 ہزار کا لشکر بھیجا، جس نے مُسَیلمہ کذّاب کے 40 ہزار کے لشکر سے جنگ کی، تاریخ میں اسے ’’جنگِ یمامہ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس جنگ میں بارہ سو مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں سات سو حافظ و قاریِ قرآن صحابہ بھی شامل تھے جبکہ مُسَیلمہ کذّاب سمیت اس کے لشکر کے 20 ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

ختمِ نبوت کے معاملے میں جنگِ یمامہ میں چوبیس ہزار صحابۂ کرام نے شریک ہو کر اور بارہ سو صحابۂ کرامؓ و تابعین عظامؒ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ حضور کریم ﷺ اللہ پاک کے آخری نبی و رسول ہیں، حضورِ اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس سے اعلانِ جنگ کیا جائے گا۔

حضرت ثمامہ بن اثال کا عقیدہ:

حضرت سیدنا ثمامہ بن اثال ؓ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب سے اس قدر نفرت کیا کرتے تھے کہ جب کوئی آپ ؓ کے سامنے اس کا نام لیتا تو جوش ایمانی سے آپ ؓ کے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔

آپ نے ایک مرتبہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ تاریخی جملے ادا کئے:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ تو کوئی اور نبی ہے نہ ان کے بعد کوئی نبی ہے، جس طرح اللہ پاک کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں کوئی شریک نہیں ہے۔''

حضرت سیّدنا ثابت ؓ بن قیس اور ختم نبوت:

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر ؓ نے حضرت سیّدنا خالد بن ولید ؓ کی سربراہی میں معرکہ یمامہ کو سَر کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ فرمایا تو اس میں آپ ؓ کو انصار صحابہ پر امیر بنایا۔ انصار کا وہ سردار ثابت ؓ بن قیس ہاں وہی جس کی بہادری کے قصے عرب وعجم میں مشہور تھے، اس کی زبان سے جملہ ادا ہوا: ''اے اللہ! جس کی یہ عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔''

چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلا ہزاروں کے لشکر میں گھس گیا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک اس کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر وسناں کا زخم نہ لگا ہو۔

حضرت سیدنا زید ؓ بن خطاب اور ختم نبوت:

آپ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ زید بن خطاب ؓ نے فاروق اعظم سے پہلے دین اسلام قبول کیا تھا، ہاں وہی زید بن خطاب جو اسلام لانے میں صف اول میں شامل تھے، انہوں نے مسلمانوں میں آخری خطبہ دیا:

''اے لوگو! مضبوط رہو اور دشمنوں پر ٹُوٹ پڑو اور قدموں کو آگے بڑھاتے رہو، پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں اب کوئی بات نہیں کروں گا، یہاں تک کہ کُفّار کو شکست فاش ہوجائے گی یا میں شہادت پالوں گا اور اپنے پاک رَبّ کی بارگاہ میں سرخرو ہوکر حاضری دوں گا۔''

آخر کار مسلمان جانبازوں نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے مُسیلمہ کذاب کے لشکر کو شکست فاش دی۔

ایمانیات کا مرکز اور دین اسلام کا معیار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے، اسی لئے ملت کفار نے ہمیشہ آپ ؐ ہی کی ذات اعلیٰ صفات پر حملے کئے۔ انہی شیطانی منصوبوں کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کھڑے کئے جائیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حُضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ہی میں ایسے بدبخت سامنے آ گئے تھے، جنہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور حُضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ مختلف اَدوار میں جھوٹے مُدعیانِ نبوت کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور ان کی سرکوبی بھی کی جاتی رہی۔

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر حملہ کیا گیا تو سب سے پہلے محافظین اور دفاع کرنے والے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام ؓ نے اپنا تن، من، دھن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے پیش کیا:

''اور یوں ختم نبوت کے دفاع کا سہرا صحابۂ کرام کے سر سج گیا۔'' ☆☆

چارروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، برائے طالبات وخواتین

کراچی (مولانا زبیر رئیس احمد) الحمدللہ! مدرسہ خدیجۃ الکبری للبنات اللہ والا ٹاؤن کورنگی کراسنگ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چارروزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں الحمدللہ! طالبات وخواتین نے شرکت کی۔ مولانا مفتی محمد عادل غنی صاحب نے ہی چارروزہ کورس از خود مکمل طور پر پڑھایا، جس میں چند عنوان پر درس ہوا: اسلام میں عقائد کی اہمیت، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، قادیانی کا فرکیوں، قادیانی کافر اور عام کافر میں فرق، تعارف مہدی علیہ الرضوان، نزول عیسٰی علیہ السلام، موجودہ دور کے فتنے اور ان کی حقیقت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جماعت کا تعارف اور قادیانی پروڈکٹ کا بائیکاٹ، درج بالا موضوعات پر انتہائی اہمیت کے حامل اسباق ہوئے اور ہر روز کے سبق کا دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ کچھ اوپر تھا۔ الحمدللہ! خواتین نے کورس کو سراہا اور کہا کہ کورس انتہائی اہمیت کا حامل تھا، ہم شکر گزار ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران نے قیمتی وقت ہمیں عطا کیا اور ہمارے مدرسۃ خدیجۃ الکبری للبنات اللہ والا ٹاؤن میں یہ کورس کرایا۔ خصوصی طور پر حضرت مولانا مفتی محمد عادل غنی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بہت محنت اور مشفقانہ انداز میں ہمیں ان اسباق کو پڑھایا، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید دینی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے اساتذۂ کرام

شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم کے اساتذۂ کرام میں ایک معروف نام حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ کا بھی ہے، جن سے جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں راقم نے مشکوٰۃ شریف والے سال حسامی اور مقامات پڑھیں۔ دورۂ حدیث شریف والا سال ۱۳۹۶ھ کا ہے، تو دورہ والے سال استاذ محترم کے حصہ میں طحاوی شریف آئی۔ آپ فقہ حنفی کے ماہر اساتذہ کرام میں سے ہیں، نیز آپ بھی دارالعلوم کبیر والا کے فضلاء میں سے ہیں دارالعلوم کبیر والا نے بڑے بڑے علماء اور فضلاء تیار کئے۔ دارالعلوم کبیر والا کے بانی، فاضل دیوبند، تلمیذ انور شاہ، مولانا عبدالخالقؒ المعروف صدر صاحب تھے۔ موصوف کچھ عرصہ ازہر الہند دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں استاذ رہے۔ ہمارے استاذ جیؒ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی بخاری شریف میں حضرت صدر صاحبؒ کے شاگرد رشید تھے۔ استاذ جیؒ نے غالباً ۱۹۵۶ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں دورۂ حدیث شریف کیا، ملک کے نامور خطباء مولانا عبدالقادر آزادؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ آپ کے رفقاء درس تھے۔ جب دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو حضرت صدر صاحبؒ نے استاذ جیؒ کو دارالعلوم کبیر والا بلا لیا۔

استاذ جیؒ نے تقریباً انیس یا بیس سال دارالعلوم کبیر والا میں مشکوٰۃ شریف پڑھائی۔ پنجاب میں دو اساتذہ کرام کی مشکوٰۃ شریف مشہور ہوئی۔ حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد اور استاذ جیؒ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، شیخ اول لمبی تقریر فرماتے جبکہ شیخ ثانی نفس کتاب سمجھاتے۔ ذکر خیر چل رہا تھا استاذ محترم حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ کا جو دارالعلوم کے فضلاء میں سے ہیں (۱۹۶۹ء یا ۱۹۷۰ء) اور استاذ جیؒ کے چہیتے شاگرد، آپ بھی کافی عرصہ باب العلوم میں استاذ رہے۔ جامعہ رحمانیہ جہانیاں منڈی (ہمارے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر جامعہ رحمانیہ کے فاضل ہیں) میں بھی رہے، کچھ عرصہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں درجہ عُلیا کے اساتذۂ کرام میں شامل رہے۔ پھر استاذ جیؒ نے آپ کو دوبارہ باب العلوم بلا یا اور استاذ جیؒ کی وفات کے بعد جامعہ باب العلوم میں استاذ جیؒ کے نائب اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ چناب نگر کی سالانہ کانفرنس میں جمعہ والے دن صبح کی نماز کے بعد آپ کا درس ہوتا ہے۔ اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ (سرگودھا) سے رہا۔

استاذ محترم قابل ترین اساتذۂ کرام میں سے ہیں۔ استاذ جیؒ کے ساتھ باب العلوم میں تشریف لائے، خدمات تدریس میں نصف صدی سے زائد گزر رہے ہیں، تمام علوم وفنون کی تدریس فرما چکے ہیں نیز ابھی تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے، اللہ کرے زور بیان اور زیادہ۔ آپ فنا فی المدرسہ اور فنا فی الکتب ہیں۔ حیات الانبیا علیہم السلام کے عنوان پر دو ضخیم جلدوں میں کتاب لکھ کر اہل علم سے داد وصول کر چکے ہیں، لکھنے پڑھنے کے ذوق کی وجہ سے سینکڑوں مضامین سپرد قلم کر چکے ہیں۔ تدریس اور تحریر وتقریر دونوں میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ کئی ایک علمی و تحقیقی کتب مرتب فرما چکے ہیں ''تحقیق عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام'' تہجد وتراویح میں فرق، تین طلاق کا شرعی حکم، تہذیب الصرف، فقہ حنفی اور فقہ غیر مقلدیت کا تقابلی مطالعہ، میں اہلحدیث کیوں ہیں ہوا؟ فرقہ واریت، نماز تراویح پر دس سوالوں کا جواب، عیدگاہ اور مسجد میں عورتوں کی نماز اور تراویح کا شرعی حکم، جرابوں پر مسح کا شرعی حکم، نماز عید کے مسائل کا حنفی تحقیقی جائزہ، بارہ مسائل، داڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار، مرد وعورت کی نماز کے فرق کا تفصیلی جائزہ کے علاوہ دسیوں مضامین سپرد قلم فرما چکے ہیں۔

راقم کے محسن و مربی اساتذہ میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، علم، عمل اور اخلاص میں برکت نصیب فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- ☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!
- ☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔
- ☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔
- ☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔
- ☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔
- ☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔
- ☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔
- ☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔
- ☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں
- ☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔
- ☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

1127-01010015785 مسلم کمرشل بینک ملتان

0038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرت مولانا ولی کامل محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا ولی ابن ولی خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودھا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337